بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
74

ایڈیٹر
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

شمارہ
45

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

14 جمادی الاوّل 1447 ہجری قمری ❀ 06 نبوت 1404 ہجری شمسی ❀ 06 نومبر 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ
وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ
الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ
اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ○

﴿سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ:24﴾

ترجمہ: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

خُدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو!

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیّت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کیسا متکفّل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کیلئے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پَرتَو محبت کا اُن میں ڈال دیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القانہ ہو کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیّت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفّل میں ہر قسم کے دُکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ (روئیداد جلسہ دعا صفحہ نمبر 11)

فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جن میں اُن کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اِس آیت کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا یعنی تیرے ربّ نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اِس آیت میں بُت پرستوں کو جو بُت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بُتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ انہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خورد سالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی ربّ ہیں اور ہر ایک شخص طبعًا یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُن کی خورد سالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر 204 تا 205)

اسلام نے والدین کی خدمت کیلئے خاص ہدایات دی ہیں

تبرکات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 24 وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۔ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ○ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: پس توحید کے حکم کے بعد والدین کے متعلق احسان کا حکم دیا۔ کیونکہ ایک احسان کی قدر دوسرے احسان کی قدر کی طرف توجہ کو پھراتی ہے۔

وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۔ اس کا عطف اَن پر ہے۔ پورا جملہ یہ ہے۔ ان اَحۡسِنُوۡا بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ حکم دیا ہے کہ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ۔ اور ایک یہ کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس جملہ میں کیا لطیف رنگ اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا انسان بدلہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ذکر میں یہ بیان کیا کہ احسان تو تم کر نہیں سکتے پس ظلم سے تو بچو۔ لیکن والدین کے احسان کا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ان کے بارہ میں مثبت حکم دیا۔

اسلام نے والدین کی خدمت کے لئے خاص ہدایات دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنۡ ادرك احد والديه ثم لم يُغۡفَرله فابعده الله عزّوجلّ۔ رواہ احمد (ابن کثیر جلد 6 ص 61) یعنی جس شخص کو اپنے والدین میں سے کسی کی خدمت کا موقع ملے اور پھر بھی اس کے گناہ نہ معاف کئے جائیں تو خدا اس پر لعنت کرے مطلب یہ کہ نیکی کا ایسا اعلیٰ موقعہ ملنے پر بھی اگر وہ خدا کا فضل حاصل نہیں کر سکا۔ تو جنت تک پہنچنے کے لئے ایسے شخص کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 321، مطبوعہ قادیان 2010)

❀❀❀

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 اکتوبر 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ماں باپ کی خدمت اور صِلہ رحمی

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ! مَنۡ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسۡنِ صَحَابَتِیۡ؟ قَالَ: اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنۡ؟ قَالَ: اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنۡ؟ قَالَ: اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنۡ؟ قَالَ: اَبُوۡكَ۔ وَفِیۡ رِوَایَۃٍ، یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ! مَنۡ اَحَقُّ بِحُسۡنِ الصُّحۡبَۃِ؟ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبُوۡكَ ثُمَّ اَدۡنَاكَ اَدۡنَاكَ۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حُسنِ سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا۔ پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا۔ ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حُسنِ سلوک کا زیادہ مستحق ہے پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ و مسلم)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 394)

❀❀❀

ضروری اطلاع

احبابِ جماعت کی خدمت میں بطور یاددہانی تحریر ہے کہ انگلستان میں اوقاتِ سرما (Winter Time) لاگو ہونے کے باعث مورخہ 31 اکتوبر 2025ء سے حسبِ دستور ایم ٹی اے پر خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اوقاتِ نشر درج ذیل ہوں گے (ان شاء اللہ):

اسلام آباد (برطانیہ): ایک بجے (GMT)
قادیان (انڈیا): ساڑھے چھ بجے شام

(ادارہ بدر)

❀❀❀

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آسمانی دودھ!

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

’’آسمان سے بہت دودھ اترا ہے محفوظ رکھو‘‘

حضور علیہ السلام اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یعنی معارف ودقائق کا دودھ۔ علم تعبیر الرؤیاء میں دودھ سے مراد علم و معرفت ہے۔ نیز دودھ سے مراد فطرت صحیحہ بھی ہے۔ معراج کے کشف میں مذکور ہے کہ حضرت جبرائیل نے آپ کو تین پیالے پیش کئے جن میں سے ایک پانی کا، ایک دودھ کا اور ایک شراب کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ لے کر پی لیا تو جبرائیل نے کہا کہ آپ نے فطرت صحیحہ کو پالیا۔

(ابن جریر بروایت انس بن مالکؓ بحوالہ تفسیر کبیر، تفسیر سورہ بنی اسرائیل)

اس روحانی دودھ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے لفظ سے بھی یاد کیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔

یَا اَحْمَدُ فَاضلت الرَّحْمَۃ علٰی شَفَتَیْكَ كَلَامٌ
اَفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِیْمٍ (تذکرہ صفحہ 558)

اے احمد اللہ نے تیرے ہونٹوں پر رحمت کو جاری کیا ہے۔ تیرے کلام کو خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف لطیف ’’ضرورۃ الامام‘‘ میں امام الزمان کے روحانی قویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہی میں اس کو کمال عطا کیا جاتا ہے اور اسکے زمانے میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اسکے برابر ہو۔ نیز فرمایا جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے۔ (خلاصہ عبارت ضرورۃ الامام)

محترم قارئین! اسی سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس دور میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ذریعہ جاری ہونے والے ارشادات واحکامات کی کیا قدر و قیمت ہے۔ پس اس روحانی دودھ کو جب بھی وہ حاصل ہو اور خلیفہ وقت کے لبوں سے جاری ہو اوّلین فرصت میں سننا اور اسکو جزو بدن بنانا ہمارے لئے کس قدر ضروری ہے۔ پس خواہ اخبار بدر کے ذریعہ پہنچائے گئے ارشادات ہوں اور یا ایم ٹی اے کے ذریعہ موصولہ ارشادات ہوں ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کو فوری سنا جائے۔ غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملنے کیلئے دعا بھی کی جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

’’خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے اور جب تک کہ یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936)

الحمد للہ کہ یہ روحانی دودھ اس وقت اخبار بدر کی شکل میں بھی ہر ہفتہ احباب جماعت ہندوستان کے گھروں میں انکی اپنی اپنی زبانوں میں پہنچایا جارہا ہے جو ایک روحانی دسترخوان کی طرح ہوتا ہے اور جس میں قرآن وحدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ساتھ حضرت امیر المومنین کا تازہ خطبہ جمعہ بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ یہ خطبہ ایم ٹی اے پر سن بھی چکے ہوتے ہیں لیکن تحریری طور پر لکھا ہوا مواد پڑھنا، اس کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا آسان ہوتا ہے۔

لہٰذا مبلغین و معلمین کرام اور عہدیداران جماعت جن کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو حضرت امیر المومنین کے ارشادات سمجھائیں ان کیلئے ضروری ہے کہ پہلے وہ از خود لکھے ہوئے ارشاد کو غور سے پڑھیں اور پھر سمجھ کر دوسروں کو بھی سمجھائیں۔ بدر کے شمارہ میں حضرت امیر المومنین کے ارشادات کو مختلف طرزوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ خطبہ جمعہ، پھر خطبہ جمعہ کا خلاصہ، خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب اور آن لائن ملاقاتیں جن میں مختلف النوع سوالات کے جوابات ہوتے ہیں۔

پس چاہئے کہ ہم اس خزانہ کی قدر کریں اور جو مال امام مہدی علیہ السلام لٹانے آئے ہیں اس کو قبول کرنے والے بنیں اور ان ناشکروں میں سے نہ بنیں جن کے متعلق آتا ہے وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ (ابن ماجہ) وہ مال تقسیم کرے گا لیکن لوگ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

پس ضروری ہے کہ بالخصوص مبلغین، معلمین کرام، عہدیداران جماعت اور واقفین زندگی اس نعمت کی قدر کریں۔ خود بھی سمجھیں اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں اور تبلیغ وتربیت کے میدان میں اس سے بھرپور مدد حاصل کریں۔ وَبِاللّٰہِ تَوْفِیْق

……☆……☆……☆……

ارشاد باری تعالیٰ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

﴿سُوْرَۃُ الزُّمَرِ:2﴾

اس کامل کتاب کا نزول کامل غلبہ والے (اور) بہت حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

طالب دعا: بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

کیا آپ ہر روز اِن دعاؤں کا وِرد کرتے ہیں؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے، اَے اللہ رحمتیں بھیج، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر ☆

……☆……☆……☆……

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَيْهِ

ترجمہ:: مَیں، اللہ سے جو میرا ربّ ہے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں ☆

……☆……☆……☆……

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

ترجمہ:: اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے، پس اَے میرے ربّ مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

……☆……☆……☆……

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ ﴿سُوْرَۃُ الزُّمَرِ:3﴾

یقیناً ہم نے تیری طرف (اس) کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔
پس اللہ کی عبادت کر اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

130 واں جلسہ سالانہ قادیان
26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم سے فرمایا:

اے عدی! شاید تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مسلمانوں کی غربت روک رہی ہے۔ خدا کی قَسم! جلد ہی اتنا مال بہایا جائے گا کہ اسے لینے والا نہیں ملے گا اور شاید ان کے دشمنوں کی کثرت بھی تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مانع ہو رہی ہے۔ دشمن بہت ہیں اسلام کے اس لیے شاید تم رک رہے ہو۔ خدا کی قَسم! تُو جلد ہی عورت کے متعلق سنے گا کہ وہ اپنے اونٹ پر حِیْرَہْ سے روانہ ہو کر اس گھر خانہ کعبہ کی زیارت کرے گی اور اسے کوئی خوف نہ ہوگا اور شاید اس دین میں داخل ہونے سے تجھے یہ امر بھی مانع ہو کہ حکومت اور اقتدار غیروں کے پاس ہے تو خدا کی قَسم! تُو جلد ہی ارضِ بابل کے سفید محلات کے متعلق سنے گا کہ وہ ان کے لیے کھول دیے گئے ہیں اور کسریٰ کے خزانے کھول دیے جائیں گے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرائی

غزوۂ تبوک کا بنیادی سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ فتح ہونے کے بعد اور جنگِ حنین میں بنوھَوازِن جیسے طاقتور ترین قبیلے کو بھی عبرت ناک شکست دینے کے بعد اور عرب کے اردگرد کے تمام قبائل پر مسلمانوں کو غلبہ ملنے کے بعد یہود و نصاریٰ اور منافقین ایک مرتبہ پھر سر جوڑ کر بیٹھے اور اپنی ہر کوشش کو ناکام ہوتے دیکھ کر اس وقت کی سپر پاور یعنی قیصر روم سے مدد مانگنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے انہوں نے ایک بہت بڑی اور بہت ہی خطرناک پلاننگ کی

فتح مکہ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے بعض سرایا اور غزوۂ تبوک کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا پاکیزہ بیان

نیز

ربوہ میں مسجد مہدی پر ہونے والے حملے کا مختصر ذکر

اللہ تعالیٰ ان دہشت گردوں اور قانون توڑنے والوں اور جماعت کے مخالفین کو جلد پکڑے……

اللہ تعالیٰ ان حکومتوں کو بھی عقل دے اور جلد ہی اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں نشان ظاہر فرمائے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/اکتوبر 2025ء بمطابق 10/اخاء 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے بعد اور مدینہ واپس آنے کے بعد بھی بعض مہمات پیش آئیں جن کا مَیں ذکر کروں گا۔

ایک ذکر ہے سَرِیَّہْ قَیْس بن سعد بن عُبَادَہ کا۔ یہ صُدَاء کی طرف سنہ آٹھ ہجری میں ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جِعْرانہ سے مدینہ واپس آئے تو آپؐ نے دعوتِ اسلام کے لیے مختلف علاقوں کی طرف لشکر روانہ کیے۔ چنانچہ مُھَاجِرْ بِنْ اَبِیْ اُمَیَّہ کو صَنْعَاء جو یمن کا دارالحکومت ہے اس کی طرف اور زِیاد بن لَبِیْد کو حَضْرَمَوْت کی طرف روانہ فرمایا اور ایک لشکر تیار کیا جس کا امیر قیس بن سعد کو مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن سعد کو چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا تا کہ وہ یمن کے قبیلہ صُدَاء کو اسلام کی دعوت دیں۔ دوسرے قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ قبیلہ صُدَاء سے قتال کریں۔ اگر یہ روایت صحیح ہے، اگر یہ خبر صحیح ہے، بات صحیح ہے، اور یہ روایت زیادہ صحیح لگتی ہے تو پھر یقیناً اس قبیلہ کی طرف سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی خبریں آئی ہوں گی جس پر آپؐ نے یہ قدم اٹھایا۔ لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک سفید جھنڈا باندھا اور ایک سیاہ پرچم ان کے حوالے کیا۔ انہوں نے قَنَاۃ وادی کے ایک جانب پڑاؤ ڈالا۔ قَنَاۃ مدینہ اور احد کے درمیان مدینہ کی تین مشہور وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ حضرت قیسؓ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عُبادہؓ کے بیٹے تھے۔ حضرت قیس بن سعدؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت سَعد بن عُبادہؓ سے جھنڈا واپس لیا تھا تو ان کے اسی بیٹے قیس کو دیا تھا۔ یہ بہت صائب الرائے اور بہادر شہسوار سمجھے جاتے تھے۔ جُود و سخا میں بھی بہت مشہور تھے۔

حضرت قیس قَنَاۃ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے کہ قبیلہ صُدَاء کے ایک شخص زِیاد بن حَارِثْ کا ادھر سے گزر ہوا۔ یہ کچھ عرصہ پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ جب اس کو علم ہوا کہ یہ لشکر ان کے قبیلے پر حملہ کرنے جا رہا ہے تو اس وقت اس کو حیرانی کیوں نہیں ہوئی؟ یقیناً اس کو پتہ ہوگا کہ یہ قبیلے والے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور یہ اب اس کے جواب میں آ رہے ہیں۔ بہرحال جب اس نے یہ دیکھا کہ ان کے قبیلے پر حملہ ہونے جا رہا ہے تو وہ وہاں سے سیدھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ نے جو لشکر بھیجا ہے وہ واپس بلا لیں۔ میں اپنی قوم کی ضمانت دیتا ہوں اور اس کے قبولِ اسلام کا بھی وعدہ کرتا ہوں۔ یعنی ایک ضمانت تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے، نقصان نہیں پہنچائیں گے اور دوسرا اسلام بھی آہستہ آہستہ قبول کر لیں گے۔ آپؐ نے اس کی بات قبول کرتے ہوئے لشکر کو واپس بلا لیا۔ اس بات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ علاقہ فتح کرنے کی غرض سے یا قوم کو زیرنگیں کرنے کی غرض سے آپ نے نہیں بھیجا تھا بلکہ اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا تھا اور مسلمانوں کو محفوظ کرنا مقصد تھا اور جس طرح حضرت زِیاد بن حَارِثْ نے وعدہ کیا تھا انہوں نے اس پر عمل کیا اور گاہے گاہے ان کی قوم کے لوگ اسلام قبول کرتے رہے۔ اگر صرف زبردستی مسلمان کرنا مقصود ہوتا تو آہستہ آہستہ سمجھ آنے پر اسلام قبول کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ سیدھا کہا جاتا کہ یا اسلام قبول کر لو یا تلوار ہے۔ بہرحال اس کے بعد جب انہوں نے آہستہ آہستہ تبلیغ کی تو اسلام بھی انہوں نے قبول کر لیا کیونکہ ایک حملہ کرنا، زبردستی مسلمان بنانا تو اسلام کی تعلیم کے بھی خلاف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے فعل اور سنت کے بھی خلاف ہے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیادؓ کو ہی ان کا امیر مقرر کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کو ایک امان نامہ بھی لکھ کر دیا تھا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 28-29 دارالکتب العلمیۃ 1996ء) (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 6 صفحہ 349-350، جلد 5 صفحہ 222 دارالکتب العلمیۃ 1993ء) (نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین صفحہ 247 المکتبۃ العصریۃ للطباعۃ والنشر 2000ء) (فرہنگ سیرت صفحہ 239 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 387 تا 389 بزم اقبال، لاہور)

اور جو مسلمان ہو جائے اس کو امان نامہ لکھ کر دینے کی ضرورت تو نہیں ہوتی۔ یہ اس لیے لکھا تھا کہ ان میں سے بعض مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

سَرِیَّہ حضرت عُیَیْنَہ بن حِصْن فَزَارِی بطرف بنی تَمِیْم۔

اس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ یہ سریہ محرم نو ہجری میں بَنُو تَمِیْمْ کی طرف حضرت عُیَیْنَہ بن حِصْن کی قیادت میں ہوا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بِشْر بِن سُفیانؓ کو قبیلہ خُزَاعہ کی شاخ بنوکعب کی طرف صدقات یعنی اموالِ زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھجوایا۔ یہ لوگ سُقْیَاء اور بنوتمیم کی زمین کے درمیان آباد تھے۔ چنانچہ حضرت بِشْر بِن سُفیانؓ کے حکم پر بنوخُزاعہ کا مال ہر طرف سے ان کے پاس جمع ہونے لگا۔ بنوتمیم جو مسلمان نہیں تھے انہیں یہ اموال بہت زیادہ لگے تو وہ کہنے لگے کہ یہ کیوں ناحق تمہارے اموال لے رہا ہے؟ اور اپنی تلواریں نکال لیں۔ بنوخزاعہ نے کہا کہ ہم نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور یہ ہمارے دین کا حکم ہے ہم دے رہے ہیں۔ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ لیکن بنوتمیم نے کہا کہ یہ بِشْر بِن سُفیانؓ کسی اونٹ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ جھگڑے اور جنگ و جدال کی اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت بِشْر بِن سُفیانؓ بغیر کسی قسم کی وصولی کے خود ہی وہاں سے واپس چلے آئے۔ یہ بات بنوخُزاعہ پر نہایت گراں گزری، بہت برا لگا انہیں۔ بنو خُزاعہ نے بنوتمیم پر حملہ کیا اور یہ کہتے ہوئے انہیں وہاں سے نکال دیا کہ اگر تمہاری رشتہ داری نہ ہوتی تو تم اپنے

شہروں تک نہ پہنچ پاتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرور ہمیں کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اب یہ ایسی بات جو تم نے کی ہے اور ہم نے زکوٰۃ نہیں دی۔ تم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے سے اعراض کیا اور اسے ہمارے اموال کی زکوٰۃ لینے سے روک دیا۔

دوسری طرف حضرت **بِشْر بِن سُفیانؓ** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو حالات سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون اس قوم کو سبق سکھائے گا؟ سب سے پہلے حضرت **عُیَیْنَہ بن حِصْن** نے لبیک کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت **عُیَیْنَہ بن حِصْن** کو پچاس عرب شہسواروں کے ہمراہ بنوتمیم کی طرف روانہ فرمایا جن میں مہاجرین اور انصار میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔ **عُیَیْنَہ** اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ رات کو چلتے اور صبح کو چھپ جاتے حتی کہ وہ صحرا میں پہنچ گئے جہاں بنوتمیم فروکش تھے اور اپنے مویشی چرا رہے تھے۔ جب بنوتمیم نے اس لشکر کو دیکھا تو وہ سب کچھ چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گئے۔ ان کے گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے قید ہوئے جنہیں وہ مدینہ لے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت **رَمْلَہ** بنت حارث کے گھر ٹھہرا دیا گیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 212۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

بعد میں بنوتمیم کے اسّی یا نوّے سرکردہ افراد پر مشتمل ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں ان کے قبیلے کے بعض قادر الکلام شعراء اور خطیب بھی شامل تھے۔ یہ سب مسجد میں اس وقت آئے جب لوگ نمازِ ظہر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ وفد کے لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر کر دی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے قریب جا کر اونچی آواز میں پکار کر کہنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری طرف باہر آیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی اور نماز پڑھ کر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔ وفد کے امیر نے کہا کہ ہم اشعار اور خطاب میں آپ سے **مُفَاخَرَت** چاہتے ہیں۔ یعنی تقریر اور شعر میں ہم سے مقابلہ کر لیں کہ کس قوم کا خطیب اور شاعر بلند پائے کا ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے خطیب بھی اچھے ہیں ہمارے شاعر بھی اچھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ شعر و بیان میں مفاخرت میری بعثت کا مقصد نہیں ہے۔ میں اس لیے نہیں آیا کہ فخر سے اپنے شعر اور بیان اور تقریر کو پیش کروں۔ میرا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی طرف لانا ہے لیکن تمہاری آمد کی یہی غرض ہے تو اپنے فن کا مظاہرہ کرو۔ اگر تم چاہتے ہو تو پھر ٹھیک ہے کر لو، ہم اس کا جواب دے دیں گے۔ وفد والوں نے اپنے خطیب عُطَارِد بن حَاجِب کو آگے کیا۔ اس نے تقریر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قَیس بن شَمَّاسؓ کو جواب دینے کا کہا۔ انہوں نے اس کے جواب میں زبردست تقریر کی جو اس دشمن کی تقریر پر غالب آ گئی۔

(تاریخ الخمیس جلد 3 صفحہ 4 بعث عیینہ بن حصن الی بنی تمیم دار الکتب العلمیۃ 2009ء)

حضرت حسان بن ثابتؓ اس وقت مجلس میں موجود نہیں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوایا۔ اس کے بعد وفد کے شاعر زِبرِقَان بِن بَدْر نے اپنے اشعار پیش کیے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا کہ وہ اس کے مقابل پر اپنا کلام سنائیں۔ حضرت حسان نے اس کا برجستہ جواب دیا۔

(سیرت ابن کثیر کتاب الوفود الوار دین الی رسول اللہ۔ جلد 4 صفحہ 81 دار المعرفہ 1976ء)

(البدایۃ والنہایۃ جلد 5 صفحہ 45-46 دارالکتب العلمیۃ 2001ء)

جب حضرت حسانؓ فارغ ہوئے اور وفد کے لوگ آپس میں اکٹھے بیٹھے تو **اَقْرَع بن حَابِس** جو اس وفد کے ساتھ آئے تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے بے ساختہ تبصرہ کیا کہ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بڑھ کر ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے کہیں زیادہ بلند پائے کا ہے۔ یہ ہم سے بہت آگے ہیں۔ پھر جب لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت **اَقْرَع بن حَابِسؓ** کچھ عرصہ پہلے اسلام لا چکے تھے اور اب وہ وفد کے ساتھ دوبارہ حاضر خدمت ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوتمیم کے اسلام قبول کر لینے کے بعد ان کے قیدی واپس لوٹا دیے اور سب کو انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ ایک روایت کے مطابق وفد میں شامل ہر ایک شخص کو پانچ پانچ سو درہم عطا فرمائے۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 190۔ دار الکتب العلمیۃ 1987ء) (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 264 دار الکتب العلمیۃ 2003ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 403 بزم اقبال، لاہور)

اس وفد میں شامل **عُطَارِدْ بِنْ حَاجِب** نے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اسلام قبول کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک چادر ہدیہ کے طور پر پیش کی۔ یہ چادر اسے کسریٰ نے دی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ چادر بہت اعلیٰ قسم کی ریشمی چادر تھی جس پر سونے کا کام کیا گیا تھا۔ صحابہ نے چادر کی نفاست اور ملائمت دیکھی تو وہ بہت متاثر ہوئے اور اس کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھنے لگے۔ صحابہ کا یہ انداز دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس چادر پر اتنے حیران ہو رہے ہو؟ جنت میں سعد کی چادریں ان سے بہت زیادہ نرم اور بہت زیادہ اچھی ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الھبہ باب قبول الھدیۃ من المشرکین روایت 2615) (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل سعد بن معاذ روایت 6348) (سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب سعد بن معاذؓ حدیث نمبر 3847)

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 40 دار الکتب العلمیۃ 2003ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی ایک عمومی رنگ میں اس واقعہ پر تبصرہ کیا ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ ”ایک عرصہ کے بعد جب آپ کو کسی جگہ سے کچھ ریشمی پارچات ہدیۃً آئے تو بعض صحابہ نے انہیں دیکھ کر ان کی نرمی اور ملائمت کا بڑے تعجب کے ساتھ ذکر کیا اور اسے ایک غیر معمولی چیز جانا۔ آپ نے فرمایا ”کیا تم ان کی نرمی پر تعجب کرتے ہو۔ خدا کی قسم! جنت میں سعد کی چادریں ان سے بہت زیادہ نرم اور بہت زیادہ اچھی ہیں۔“ آپ کا یہ کلام ایک استعارے کے رنگ میں تھا جس میں سعدؓ کے اس راحت کے مقام کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا جو انہیں جنت میں حاصل ہوا تھا ورنہ جیسا کہ قرآن شریف اور احادیث سے اصولی طور پر پتہ لگتا ہے جنت کی نعمتوں کا اس دنیا کی نعمتوں پر قیاس نہیں ہو سکتا اور نہ جنت کی نعمتیں ہماری اصطلاح کے لحاظ سے مادی کہلا سکتی ہیں اور حق یہی ہے کہ جو الفاظ قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں ان میں صرف استعارہ اور تشبیہ کے طور پر نعمتوں کے کمال کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 614-615)

پھر ایک **سَرِیَّۃُ قُطْبَہ بِنْ عَامِر** ہے جو صفر نو ہجری میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **قُطْبَہ بِنْ عَامِر** کو بیس آدمی دے کر قبیلہ **خَثْعَمْ** کی طرف بھیجا۔ ایک روایت کے مطابق انہیں **تَبَالَہ** کے نواح میں بھیجا۔ یمن کے راستے میں ارضِ **تِہامہ** میں **تَبَالَہ** کا شہر واقع ہے۔ اس کے اور مکہ کے درمیان آٹھ دن کی مسافت ہے اور اندازاً ایک سو چھپن میل کا فاصلہ ہے اور ایک روایت کے مطابق **بِیْشَۃُ** کے نواح میں بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ ایک دم سے ان پر حملہ کریں۔ یہ لوگ یقیناً شرارت کر رہے ہوں گے۔ راستے میں انہوں نے ایک آدمی کو پکڑا۔ اس سے دریافت کیا تو اس نے اپنے آپ کو گونگا ظاہر کیا لیکن جب یہ قبیلے کے قریب پہنچے تو اس نے چیخ چیخ کر اپنے قبیلے کو متنبّہ کرنا چاہا۔ چنانچہ اس دھوکا دہی پر اس کو قتل کر دیا گیا۔ چونکہ اب قبیلے والے کچھ چوکنے ہو چکے تھے اس لیے رات ہونے کا انتظار کیا گیا اور جب ذرا اندھیرا ہو گیا تو مسلمانوں نے ایک دم ان پر حملہ کر دیا۔ سخت جنگ ہوئی اور فریقین میں کثرت سے زخمی ہوئے اور مخالف قبیلے کے بہت سے لوگ مارے گئے اور حضرت **قُطْبَۃُ** مالِ غنیمت میں اونٹ بکریاں اور عورتیں مدینہ کی طرف لے کر آئے۔ خمس نکالنے کے بعد ان کے حصہ میں چار چار اونٹ یا چالیس چالیس بکریاں آئیں۔ (ماخوذ از معجم البلدان جلد 2 صفحہ 10-11 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فرہنگ سیرت صفحہ 226 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 214 دار الکتب العلمیۃ 1993ء) (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 40-41 سریہ قطبہ الیٰ خَثْعَم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 1 صفحہ 460، مطبع دار الفکر بیروت، ایڈیشن 2012ء)

(تاریخ الخمیس جلد 3 صفحہ 5-6 بعث قطبہ بن عامر الیٰ خثعم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

بہرحال ان کی شرارتوں کو روکنے کے لیے یہ حملہ کرنا پڑا تھا۔

پھر **سَرِیَّہ ضَحَّاک بن سُفْیَان کِلَابِی** کا ذکر ہے۔ یہ بنو کلاب کی طرف ہوا۔ یہ ربیع الاول نو ہجری میں ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضَحَّاک بن **سُفْیَان کِلَابِی** کو **قُرَطَاء** کے مقام پر ان کے اپنے قبیلہ بنو کلاب کی طرف بھجوایا۔ قُرَطَاء بنو بکر کی ایک شاخ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے سات دن کی مسافت پر آباد تھی۔ وہ انہیں نجد میں **زُجّ لَاوَہ** کے مقام پر ملے انہوں نے اسلام کا پیغام پہنچایا مگر قبیلے والوں نے انکار کر دیا اور نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ انہوں نے اہل **قُرَطَاء** کو شکست دی اور مالِ غنیمت حاصل کیا۔

(فرہنگِ سیرت صفحہ 233 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 215 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(تاریخ الخمیس جلد 3 صفحہ 6 بعث الضَّحَّاک بن سفیان الکلابی الیٰ بنی کلاب۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اس سریہ کا ایک ایمان افروز واقعہ یہ بھی ہے کہ **سَلَمَۃ بِنْ قُرْط** ایک کافر تھا جو مخالفین کے سرغنوں میں شامل تھا البتہ اس کا بیٹا **اَصِیْدْ بِن سَلَمَہ** جو کہ مسلمان ہو چکا تھا وہ مسلمانوں کی طرف سے اس لشکر میں شامل تھا۔ جب دشمن مسلمانوں کے حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگا تو ان میں حضرت **اَصِیْدْ** کا والد سَلَمَہ بھی تھا۔ **اَصِیْدْ** نے اپنے والد کا تعاقب کیا تو وہ جان بچانے کے لیے اپنے گھوڑے سمیت پانی میں کود گیا۔ یہ بھی اس کے پیچھے گئے اور والد کو دوبارہ اسلام کی دعوت دی کہ کسی نہ کسی طرح میرا باپ دوزخ سے بچ جائے لیکن باپ نے جواب میں بیٹے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بیٹے نے جب دیکھا کہ یہ اپنی سرکشی اور باغیانہ رویہ پر قائم ہیں تو والد کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور ایک دوسرے شخص نے آ کر اس کو قتل کر دیا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 9 صفحہ 426-427 بزم اقبال، لاہور)

البتہ ایک دوسری روایت بھی ہے، اس کے مطابق جب **اَصِیْدْ** نے مدینہ آ کر اسلام قبول کر لیا تو ان کے بوڑھے باپ نے انہیں ایک خط لکھا جس میں کچھ اشعار تھے جس میں اپنے بڑھاپے کی عمر میں اپنے بیٹے کی نافرمانی کا شکوہ کیا اور بیٹے کو اسلام قبول کرنے پر طعن بھی کیا اور لکھا کہ وہ کیا باتیں ہیں کہ جس کی وجہ سے تم نے اپنے بوڑھے باپ کو چھوڑ دیا اور اسلام قبول کر لیا۔ **اَصِیْدْ** اپنے باپ کا خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کر کے والد کو جواب لکھنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر انہوں نے اپنے والد کو ایک تبلیغی خط لکھا جس کو پڑھ کر ان کے والد نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یہ روایت بھی اس میں ہے اور زیادہ صحیح لگتی ہے۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 253-254، زیر لفظ اصید بن سلمہ۔ دار الکتب العلمیۃ 2003ء)

پھر **سَرِیَّۃ** حضرت **عَلْقَمَہ بِنْ مُجَزِّزؓ** بطرف جَدَّہ کا ذکر ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ سریہ ربیع الثانی نو ہجری میں ہوا جبکہ بعض دوسری روایات کے مطابق صفر نو ہجری میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ اہلِ حبشہ میں سے کچھ جنگجو جَدَّہ کے ساحل پر اترے ہیں۔ بعض روایات کے مطابق وہ اہل مکہ کے خلاف ڈاکہ زنی کرنا چاہتے تھے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ان لوگوں نے سمندر پار کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

جَدَّہ مکہ مکرمہ کے مغربی ساحلِ سمندر پر آباد ایک شہر ہے۔ آج بھی ہے۔ یہ حجاز کا ایک بڑا شہر ہے۔ مکہ اور جدہ کے درمیان 75 کلومیٹر کا فاصلہ ہے جبکہ مدینہ سے جدہ کا تقریباً اڑھائی سو میل کا فاصلہ ہے۔

آپ نے حضرت **عَلْقَمَہؓ** کو تین سو افراد کی کمان دے کر ان کی طرف بھجوایا۔ جو لوگ اہل حبشہ سے جدہ کے

ساحل پر اترے تھے ان کو حضرت عَلْقَمہؓ کی آمد کا علم ہوا تو وہ لوگ اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر سمندر میں فرار ہو گئے۔ حضرت عَلْقَمہؓ نے ایک جزیرے تک ان کا پیچھا کیا۔ اس مہم کا ایک واقعہ قابلِ ذکر ہے جو یوں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر عَلْقَمہ بِنْ مُجَزِّزْ کو سردار مقرر کیا اور میں بھی اس لشکر میں تھا۔ جب ہم منزلِ مقصود پر پہنچے اور مہم سے فارغ ہو کر جلد واپس جانے کے لیے ایک گروہ نے اپنے امیر سے اجازت چاہی تو انہوں نے اس کو اجازت دی اور ان پر عبداللہ بن حُذَافہ سَہْمِی کو امیر مقرر کیا۔ ان کی طبیعت میں مزاح تھا۔ یہ لوگ راستے میں اترے۔ ان لوگوں نے آگ جلائی تا کہ وہ آگ تاپیں۔

سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ عبداللہ سہمی نے کہا کہ کیا میرا تم پر حق نہیں کہ تم سنو اور اطاعت کرو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں جس بات کا حکم دوں گا تم اس پر عمل کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ۔ کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور کودنے کے لیے تیار ہو گئے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ تو کودنے لگے ہیں تو اس نے کہا اپنے آپ کو روک لو کیونکہ میں تو تم سے صرف مذاق کر رہا تھا۔ جب واپس آئے تو لوگوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَلَا تُطِيْعُوْهُ**۔ ان امراء میں سے جو تمہیں اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ** کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت تو صرف معروف میں ہے۔

(ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور صفحہ 411 دارالاشاعت) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 432 بزم اقبال، لاہور) (فرہنگِ سیرت صفحہ 86، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء) (Google Map) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 216 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (سنن ابنِ ماجہ کتاب الجہاد باب لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ حدیث 2863) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 410 مکتبہ دارالسلام)

(تاریخ الخمیس جلد 3، صفحہ 7، بعث عَلْقَمہ بِن مُجَزِّز الی الحبشۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

ایک اور روایت میں لکھا ہے کہ جب یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا **لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ**۔ کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے یعنی آگ میں سے نہ نکلتے کیونکہ اطاعت تو معروف بات میں ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب سریہ عبد اللہ بن حذافہ السہمی......روایت نمبر 4340)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ ’’جو امور شریعت کے خلاف ہوں ان میں اطاعت نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک صحابی کو ایک چھوٹے سے لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔ راستہ میں انہوں نے کوئی بات کہی جس پر بعض صحابہ نے عمل نہ کیا، اس پر وہ ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں پر امیر مقرر کیا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائمقام ہوں تو تم نے میری نافرمانی کیوں کی؟ اس پر صحابہ نے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ انہوں نے کہا اچھا میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ اطاعت کرتے ہو یا نہیں۔ چنانچہ انہوں نے آگ جلانے کا حکم دیا اور جب آگ جلنے لگی تو صحابہ سے کہا کہ اس میں کود پڑو۔ بعض تو آمادہ ہو گئے‘‘ تیار ہو گئے’’ مگر دوسروں نے ان کو روکا اور کہا کہ اطاعت امورِ شرعی میں ہے۔ ان کو تو شریعت کی واقفیت نہیں۔ اس طرح آگ میں کود کر جان دینا ناجائز ہے اور خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ خودکشی نہیں کرنی چاہیے۔ جب یہ امر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس میں ان لوگوں کی تائید کی جنہوں نے کہا تھا کہ آگ میں کودنا جائز نہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 260-261 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 22/اپریل 1938ء)

پھر سَرِیَّہ حضرت علیؓ بطرف فُلْس بنو طے کا ذکر بھی آتا ہے۔ ربیع الثانی نو ہجری میں ہوا۔ فُلْس نجد کے علاقے کا ایک بت تھا اور قبیلہ طے اس کی عبادت کرتا تھا۔ اس پر نذر و نیاز کے ساتھ ساتھ اسلحہ بھی نذر کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو انصار کے ہمراہ اور جس میں سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے بنو طے کے بت فُلْس کو گرانے کے لیے روانہ فرمایا۔ اس لشکر کی ایک خصوصیت تھی کہ سوائے حضرت علیؓ کے باقی سب لوگ انصار تھے۔ مہاجرین وغیرہ میں سے کوئی نہیں تھا۔ بنو طے عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ لوگ شام کے قریب آباد تھے۔ آپ نے اس سریہ کے لیے حضرت علیؓ کو ایک کالے رنگ کا بڑا جھنڈا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فُلْس کو منہدم کر دیا۔ بہت سارے قیدی اور مال مویشی قبضے میں کیے۔ مشہور سخی حاتم طائی کا یہ قبیلہ تھا اور قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی سَفَّانَہ بھی شامل تھی۔ حاتم طائی کا بیٹا عدی جو قبیلے کا سردار تھا وہ بھاگ گیا اور ملک شام کی طرف نکل گیا۔ قیدیوں پر ابوقتادہ کو نگران بنایا گیا اور مال مویشی پر عبداللہ بن عَتِیْک کو نگران مقرر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر باقی مال غنیمت تقسیم کر لیا گیا۔ البتہ حاتم کی بیٹی سَفَّانَہ کو انہوں نے تقسیم نہیں کیا اور گرفتار کر کے مدینہ لے آئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 2، صفحہ 124، دار الکتب العلمیۃ طبع اولیٰ 1990ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 435 بزم اقبال، لاہور) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 418 مکتبہ دارالسلام)

(فرہنگ سیرت صفحہ 64 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء)

حاتم طائی کی بیٹی سَفَّانَہ کو تمام قیدیوں کے ساتھ مسجد نبویؐ کے دروازے کے ساتھ ایک خیمے میں رکھا گیا۔ سَفَّانَہ بہت باہمت اور زیرک عورت تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خیمہ کے پاس سے گزرے تو وہ آپؐ کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا باپ فوت ہو چکا ہے اور جو سرپرست بھائی تھا وہ فرار ہو گیا ہے۔ پس مجھ پر احسان فرمائیں اللہ آپ پر کرم فرمائے گا۔ آپؐ نے پوچھا تیرا سرپرست کون ہے؟ اس نے بتایا عَدِی بن حَاتِم طائی۔ آپؐ نے فرمایا وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگا ہوا ہے؟ آپؐ یہ فرما کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اگلے روز آپؐ جب وہاں سے گزرے تو سَفَّانَہ نے پھر وہی کل والی بات دہرائی۔ آپؐ نے بھی وہی کل والا جواب دیا اور تشریف لے گئے اور وہ مایوس ہو گئی۔ تیسرے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خیمے کے پاس سے گزرے تو آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے جو آپؐ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے سَفَّانَہ کو اشارہ کیا کہ وہ اٹھ کر پھر اپنا مدعا پیش کرے۔ وہ فوراً تعظیم کے ساتھ کھڑی ہو گئی اور اپنی وہی درخواست پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تیری درخواست قبول کر لی ہے۔ تُو اب آزاد ہے لیکن یہاں سے جانے میں جلد بازی سے کام نہ لینا۔ جب کوئی قابلِ اعتبار شخص میسر ہوا تو تمہیں اس کے ساتھ تمہارے بھائی کے پاس شام روانہ کر دیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر احسان فرمائیں یعنی آزاد کر دیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اسے رہا فرما دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئی۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ آزادی کے فوراً بعد مسلمان ہو گئی تھی۔ کچھ دن کے بعد بنو قُضَاعَہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے جو شام جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ سَفَّانَہ کو ان کا علم ہوا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ وہ ان لوگوں پر اعتماد رکھتی ہے۔ اس لیے اسے ان کے ہمراہ شام جانے کی اجازت دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمائی اور ساتھ اسے کپڑے اور سواری اور زادِ راہ بھی مہیا فرمایا۔ وہاں سے رخصت ہو کر وہ اپنے بھائی عدی کے پاس شام پہنچ گئی۔

جب وہ شام پہنچی اور اپنے بھائی سے ملی تو اس کو طعنہ دیا کہ اپنے بیوی بچے لے کر وہاں سے بھاگ آئے ہو اور اپنی بہن اور عزت کو وہیں چھوڑ آئے ہو۔ یہ سن کر بھائی نے معذرت کی اور شرمندگی کا اظہار کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عدی نے اپنی بہن سے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ سَفَّانَہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دیکھ کر مسلمان ہو چکی تھی کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے تم ان کے پاس چلے جاؤ۔ اگر وہ واقعی نبی ہیں تو ان کی طرف جلدی جانے والا کامیاب و کامران ہو گا اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو بھی تمہاری عزت و شرف میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ عدی کہنے لگا کہ یہ رائے تو بہت اچھی ہے اور پھر وہ جلدی تیار ہو کر مدینہ پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عدی نے اپنا تعارف کروایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک بڑھیا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باتیں کرنے کے لیے یا سوال پوچھنے کے لیے روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بڑھیا سے بات کرنے کے لیے کافی دیر رکے رہے۔ عدی نے یہ سب دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ یہ شخص بادشاہ نہیں ہو سکتا جو اس طرح بڑھیا کے روکنے پر رک گیا ہے۔ گھر پہنچ کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کا ایک گدیلا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے وہ ان کی خدمت میں بیٹھنے کے لیے پیش کیا تو عدی نے عرض کیا کہ آپ اس پر بیٹھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تم اس پر بیٹھو اور خود نیچے زمین پر بیٹھ گئے جس پر عدی نے پھر دل میں سوچا کہ اللہ کی قسم! یہ شخص بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ ان کے مذہب اور ذاتی معاملات کے بارے میں بھی کچھ باتیں بیان کیں۔ ان میں سے بعض باتیں ایسی تھیں کہ سوائے عدی کے کسی کو معلوم نہیں تھیں جس پر عدی کو یقین ہو گیا کہ یہ واقعی رسول ہیں اور عرض کیا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں کیونکہ آپ کو بعض مخفی باتوں سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے۔

حضرت عدیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی! اسلام قبول کر لو تم محفوظ رہو گے۔ میں نے کہا میں پہلے سے ایک دین کا پیروکار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے دین کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ میں نے کہا آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں تمہارے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم رَکُوْسِیْ یعنی عیسائیت اور صابیت کے مابین مذہب نہیں رکھتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنی قوم کے سردار نہیں ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سردار ہونے کی وجہ سے غنیمت کا چوتھائی حصہ نہیں لیتے؟ میں نے کہا ہاں لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو تمہارے دین میں بھی تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ اس طرح تم لو۔ تو مجھے اپنے آپ پر ندامت اور شرمندگی محسوس ہوئی۔ پھر آپ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دُعا: نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی! شاید تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مسلمانوں کی غربت روک رہی ہے۔ خدا کی قسم! جلد ہی اتنا مال بہایا جائے گا کہ اسے لینے والا نہیں ملے گا اور شاید ان کے دشمنوں کی کثرت بھی تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مانع ہو رہی ہے۔ دشمن بہت ہیں اسلام کے اس لیے شاید تم رک رہے ہو۔ خدا کی قسم! تُو جلد ہی عورت کے متعلق سنے گا کہ وہ اپنے اونٹ پر حِیْرَہْ سے روانہ ہو کر اس گھر خانہ کعبہ کی زیارت کرے گی اور اسے کوئی خوف نہ ہوگا اور شاید اس دین میں داخل ہونے سے تجھے یہ امر بھی مانع ہو کہ حکومت اور اقتدار غیروں کے پاس ہے تو خدا کی قسم! تُو جلد ہی ارضِ بابل کے سفید محلات کے متعلق سنے گا کہ وہ ان کے لیے کھول دیے گئے ہیں اور کسریٰ کے خزانے کھول دیے جائیں گے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرائی۔

عدی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی اور ان تمام باتوں کو دیکھ کر میں مسلمان ہو گیا۔ حضرت عدی نے اسلام قبول کرنے کا واقعہ خود بیان کیا اور وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے مسافر عورت کو دیکھا ہے کہ وہ ہمسفر کے بغیر حیرہ سے نکل کر بیت اللہ کا طواف کرنے کو آئی اور کسریٰ کی فتح کے لشکر میں مَیں خود شامل تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد حضرت عدیؓ اسلامی احکام کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ نماز کے لیے ہر وقت باوضو رہتے اور نماز کی ادائیگی کے لیے بہت فکرمند اور مستعد رہتے تھے۔

یہ جو لوگ بار بار سوال کرتے ہیں کہ محرم رشتہ کا حج کے لیے جانا ضروری ہے۔ اس کا میں کئی دفعہ جواب بھی دے چکا ہوں۔ وہ مخصوص حالات میں ضروری تھا لیکن یہ بات بھی اس بات کی تائید کرتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت حیرہ سے نکلی ہے اور اکیلی تھی اور کعبہ کے طواف کے لیے آئی اور کوئی اس کے ساتھ نہیں تھا، کوئی محرم والی شرط نہیں تھی۔ حضرت علیؓ کی اس مہم کے کچھ دیر بعد طَے قبیلہ کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

(السیرة النبویة لابنِ هشّام صفحہ 853-854 امر عدی بن حاتم، دارالکتب العلمیة بیروت 2001ء) (السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 288 دارالکتب العلمیة 2002ء) (صحیح بخاری کِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ حدیث 3595) (غزوہ تبوک از باشمیل صفحہ 46-47 نفیس اکیڈمی، کراچی) (مصنف ابن ابی شیبہ مترجم جلد 11 صفحہ 239-240 مکتبہ رحمانیہ) (تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 187-188 دارالکتب العلمیة 1987ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 442 بزم اقبال، لاہور)

پھر سَرِیَّہ عُکَّاشَہ بِنْ مِحْصَن کا ذکر ہے جو جِنَابْ کی طرف تھا۔ یہ سریہ ربیع الثانی نو ہجری میں رونما ہوا۔ حضرت عکاشہ کا یہ سریہ مدینہ منورہ کے شمال میں عُذْرَہ اور بَلِّی کے قبائل میں پیش آیا جو جِنَابْ کے آس پاس رہتے تھے۔ بعض روایات میں اس علاقے کا نام جِبَابْ بھی بیان ہوا ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 220 دارالکتب العلمیة 1993ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 124 دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان 1990ء) (شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیه جلد 4 صفحہ 50 دارالکتب العلمیة 1996ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 197 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء)

اس سریہ کی زیادہ تفصیلات بیان نہیں ہوئیں۔ بس اتنا ہی ذکر ہے کہ یہ سریہ ہوا تھا۔

(السیرة النبویة احمد بن زینی دحلان جلد 2 صفحہ 123 داراحیاء التراث العربی بیروت)

اب غزوۂ تبوک کے بارے میں بعض ابتدائی باتیں پیش کر دیتا ہوں۔ رجب 9/ہجری ستمبر 630ء میں یہ ہوا۔ غزوۂ طائف کے بعد ماہ رجب نو ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا آخری غزوہ تھا۔ تبوک مدینہ سے قریباً 685 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا۔

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 842 از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 452، 456 بزم اقبال، لاہور)

تبوک نام کے چشمہ پر ٹھہرنے کی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ تبوک کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے قریب پہنچ کر شرکائے قافلہ سے فرمایا۔ اِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ۔ کہ کل تم تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے۔ ان شاء اللہ۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت نمبر 706 (5947) دارالمعرفة)

قرآن کریم میں غزوۂ تبوک کا ذکر سَاعَةُ الْعُسْرَة یعنی تکلیف کی گھڑی کے نام سے کیا گیا ہے۔ اس لیے اس غزوہ کو سَاعَةُ الْعُسْرَة بھی کہا جاتا ہے۔ (التوبة: 117)

(صحیح البخاری مترجم جلد 9 صفحہ 300، کتاب المغازی باب غزوة التبوک وھی غزوة العسرة، حاشیہ)

(شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیه جلد 4 صفحہ 66 ثم غزوة تبوك، دارالکتب العلمیة بیروت 1996ء)

چونکہ مسلمانوں کو اس میں بہت دشواری اور تنگی کا سامنا کرنا پڑا تھا مثلاً شدید گرمی، دُور کا سفر، سواریوں کی بہت کمی، راستے میں پانی کی شدید قلت تھی۔ لشکر کی تیاری کے لیے اخراجات کی بھی کمی تھی اس کا بہت زیادہ سامنا کرنا پڑا۔ ان سب تکالیف کی وجہ سے اس کو جَيْشُ الْعُسْرَة بھی کہا جاتا ہے یعنی تنگی اور تکلیف والا لشکر۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک وھی غزوة العسرة۔ حدیث 4415)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 445 مکتبہ دارالسلام)

اس غزوہ کو غَزْوَةُ الْفَاضِحَة بھی کہتے ہیں۔ عربی میں فَضَاحَت رسوائی اور پردہ دری کو کہتے ہیں اور چونکہ اس کی وجہ سے بہت سے منافقین کا حال کھل کر سامنے آ گیا جو ان کی مزید رسوائی اور پردہ دری کا باعث بنا اس لیے اس کو یہ نام دیا گیا۔

(السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 183، غزوہ تبوک، دارالکتب العلمیة 2002ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 454 بزم اقبال، لاہور)

غزوۂ تبوک کے اسباب اور عوامل اور پس منظر کیا تھے؟ ویسے تو اہل مدینہ کو بیرونی طاقتوں خاص طور پر رومیوں کے حمایت یافتہ بَنُوْ غَسَّان کے حملے کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا اور ایسی اطلاعات بھی تھیں کہ یہ دونوں یعنی رومی اور غَسَّانِي کسی جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ غَسَّانِي حملہ کے خطرہ اور خوف کے بارے میں حضرت عمرؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں ہر وقت غَسَّانِيوں کے حملے کا ڈر رہتا تھا یعنی ہر وقت یہ خدشہ اور خیال ہوتا تھا کہ اب حملہ ہوا کہ اب ہوا۔

(السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 357 دارالکتب العلمیة 2002ء) (صحیح البخاری کتاب التفسیر حدیث 4913 مترجم جلد 12 صفحہ 266)

تبوک کی جنگ کا فوری سبب جو ہوا وہ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت نے جو مدینہ میں شام سے زیتون کا تیل لائی تھی، مسلمانوں کو بتایا کہ اہلِ روم نے شام میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور هِرَقْل نے ان فوجیوں یا اتحادیوں کو ایک سال کا خرچہ فراہم کیا ہے۔ اس کے ساتھ لَخْم، جُذَام، عَامِلَه، غَسَّان اور دیگر عیسائی قبائل مل گئے ہیں اور ان کا ہراول دستہ بَلْقَاء تک پہنچ چکا ہے۔ بَلْقَاء ملک شام میں واقع ایک علاقہ ہے جو دمشق اور وادی القریٰ کے درمیان ہے۔ (معجم البلدان جلد 1 صفحہ 579-580 دارالکتب العلمیة بیروت)

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ڈاکٹر علی محمد صلابی، جلد 3 صفحہ 528 مکتبہ دارالسلام) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 433 دارالکتب العلمیة 1993ء)

اس غزوہ کا دوسرا سبب یہ بھی ہوا۔ جس کا ذکر ایک روایت میں ملتا ہے کہ عرب کے عیسائیوں نے هِرَقْل کی طرف لکھا کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہلاک ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) اور اس کے ساتھیوں کو قحط سالی نے آلیا ہے اور ان کے مال مویشی تباہ ہو گئے ہیں اور اب ان پر حملہ آور ہونے اور عیسائیت کو غالب کرنے کا نہایت سازگار موقع ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے فوجی جرنیل کو چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اس جرنیل کا نام قُبَاذ یا ضَنَّاد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس لشکر کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لشکر تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ (شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیه، جلد 4 صفحہ 68 دارالکتب العلمیة 1996ء)

(السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 183 دارالکتب العلمیة 2002ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 9 صفحہ 447-448 مکتبہ دارالسلام)

بنیادی سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ فتح ہونے کے بعد اور جنگِ حنین میں بنو هَوازن جیسے طاقتور ترین قبیلے کو بھی عبرت ناک شکست دینے کے بعد اور عرب کے ارد گرد کے تمام قبائل پر مسلمانوں کو غلبہ ملنے کے بعد یہود و نصاریٰ اور منافقین ایک مرتبہ پھر سر جوڑ کر بیٹھے اور اپنی ہر کوشش کو ناکام ہوتے دیکھ کر اس وقت کی سپر پاور یعنی قیصر روم سے مدد مانگنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے انہوں نے ایک بہت بڑی اور بہت ہی خطرناک پلاننگ کی۔

ایک طرف قیصر روم سے رابطہ کیا اور اس کو تیار کیا کہ وہ اپنی فوج بھیجے تاکہ مسلمانوں کا قلع قمع کیا جائے اور دوسری طرف منافقین نے یہ کیا کہ مدینہ میں پہلے سے ہی یہ افواہیں اڑانا شروع کر دیں کہ قیصر روم اپنا لشکر بھیج رہا ہے جو مدینہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مسلمانوں کا قلع قمع کر دے گا۔ اس طرح سے منافقین اور دوسرے مخالف یہ چاہتے تھے کہ زیادہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینہ سے شام کی طرف نکل جائیں اور دونوں صورتوں میں سفر کی مشکلات یا قیصر روم سے مقابلہ مسلمانوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ ہلاکت کو یقینی بنا دے گا۔

بہرحال یہ ان کی خواہش تھی۔ اس کی اب مزید لمبی تفصیل ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

آج ربوہ میں مسجد مہدی جو گولبازار میں ہے اس پر دہشت گردوں نے حملہ بھی کیا اور ہمارے پانچ چھ لوگ وہاں زخمی ہیں۔ دو بہت زیادہ زخمی ہیں۔ ان کا آپریشن وغیرہ بھی ہو رہا تھا۔ اللہ کرے کہ ان کی حالت بہتر ہو گئی ہو۔ باقی بعض زخمی بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی فضل فرمائے اور جو دو serious زخمی ہیں ان کے پیٹ میں گولیاں لگی ہیں۔ ایک دہشت گرد کو بھی ہمارے سیکیورٹی والوں نے مارا ہے، مار دیا ہے۔ ایک دَوڑ گیا ہے۔ یہی ابھی تک کی رپورٹ ہے۔ باقی تفصیلات ابھی آئیں گی۔

اللہ تعالیٰ ان دہشت گردوں اور قانون توڑنے والوں اور جماعت کے مخالفین کو جلد پکڑے۔

پنجاب کی حکومت اور وزیر اعلیٰ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ پنجاب میں سو فیصد جرائم کنٹرول ہو چکے ہیں اور اب کوئی مجرم نہیں رہا لیکن احمدیوں پہ جو آئے دن حملے ہوتے ہیں۔ قتل، شہید کیے جا رہے ہیں یا زخمی کیے جا رہے ہیں یا ان کے مالوں کو آگیں لگائی جا رہی ہیں اس کو شاید یہ جرم سمجھتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ ان حکومتوں کو بھی عقل دے اور جلد ہی اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں نشان ظاہر فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۳۱/اکتوبر ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۷)

☆……☆……☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعة)

طالب دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے کہ نہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں

تبوک کی مہم کے لیے آپؐ نے تنگی اور شدت کے باوجود یہ طے کیا کہ رومیوں کو پیش قدمی کی مہلت دیے بغیر خود ان کے علاقے میں جا کر ان کے خلاف ایک فیصلہ کُن جنگ لڑی جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً جنگی مہمات کو قدرے خفیہ رکھا کرتے تھے لیکن خیبر کی مہم کے بعد تبوک کی مہم ایسی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اعلان فرمایا

حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر دس ہزار دینار عطا کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے لیے یہ دعا کی:

غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا عُثْمَانُ مَا اَسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ مَا یُبَالِیْ مَا عَمِلَ بَعْدَھَا۔

کہ اے عثمان! اللہ تجھ سے مغفرت کا سلوک فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ جو بھی عمل کرے اسے کوئی فکر نہیں ہونی چاہیے

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد اس بات کو سمجھتے ہیں کہ مالی قربانیوں کی کیا اہمیت ہے……

امراء کو بھی، صاحبِ حیثیت لوگوں کو بھی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے نمونے سامنے رکھنے چاہئیں اور پھر اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھانا چاہیے

ربوہ میں مسجد مہدی پر دہشت گردانہ حملے کے زخمیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک

اللہ تعالیٰ ان سب کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور آئندہ ہر شر سے ہر نقصان سے ہر جگہ افراد جماعت کو بچائے

غزوۂ تبوک کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پاکیزہ بیان

مکرم سام علی نینا صاحب آف مارشل آئی لینڈز کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/ اکتوبر 2025ء بمطابق 17/ اخاء 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں غزوۂ تبوک کے بارے میں مختصر ذکر ہوا تھا اس کی کچھ مزید تفصیل آج بیان کروں گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غزوہ یعنی غزوۂ تبوک کا پسِ منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ابو عامر مدنی جو خزرج قبیلہ میں سے تھا اور یہودیوں اور عیسائیوں سے میل ملاقات کی وجہ سے ذکر و وظائف کرنے کا عادی تھا اور اِس کی وجہ سے لوگ اس کو راہب کہتے تھے مگر مذہباً عیسائی نہیں تھا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں پہنچ جانے کے بعد مکہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ جب مکہ بھی فتح ہو گیا تو یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے اسلام کے خلاف شورش پیدا کرنے کے لیے کوئی اور تدبیر کرنی چاہیے۔ آخر اس نے اپنا نام اور طرز بدلی اور مدینہ کے پاس قُبا نامی گاؤں میں جا کر رہنا شروع کیا۔ سالہا سال باہر رہنے کی وجہ سے اور کچھ شکل اور لباس میں تبدیلی کر لینے کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے عام طور پر اس کو نہ پہچانا۔ صرف وہی منافق اِس کو جانتے تھے جن کے ساتھ اِس نے اپنا تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اس نے مدینہ کے منافقوں کے ساتھ مل کر یہ تجویز کی کہ میں شام میں جا کر عیسائی حکومت اور عرب عیسائی قبائل کو بھڑکاتا ہوں اور ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کی تحریک کرتا ہوں۔ اِدھر تم یہ مشہور کرنا شروع کر دو کہ شامی فوجیں مدینہ پر حملہ کر رہی ہیں۔‘‘ جو مدینہ میں منافق ہیں وہ یہ مشہوری شروع کر دیں۔ ’’اگر میری سکیم کامیاب ہو گئی تو پھر بھی ان دونوں کی مٹھ بھیڑ ہو جائے گی‘‘ آپس میں جنگ ہو جائے گی ’’اور اگر میری سکیم کامیاب نہ ہوئی تو ان افواہوں کی وجہ سے مسلمان شاید شام پر جا کر خود حملہ کر دیں اور اس طرح قیصر کی حکومت اور ان میں لڑائی شروع ہو جائے گی اور ہمارا کام بن جائے گا۔‘‘ اس فتنہ پرداز نے یہ کہا کہ دونوں صورتوں میں ہمیں فائدہ ہے۔ ’’چنانچہ یہ تحریک کر کے یہ شخص شام کی طرف گیا اور مدینہ کے منافقوں نے روزانہ مدینہ میں یہ خبریں مشہور کرنی شروع کر دیں کہ فلاں قافلہ ہمیں ملا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ شامی لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ دوسرے دن پھر کہہ دیتے تھے کہ فلاں قافلہ کے لوگ ہمیں ملے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ مدینہ پر شامی لشکر چڑھائی کرنے والا ہے۔ یہ خبریں اتنی شدت سے پھیلنی شروع ہوئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ آپؐ اسلامی لشکر لے کر خود شامی لشکروں کے مقابلہ کے لیے جائیں۔ یہ وقت مسلمانوں کے لیے نہایت ہی تکلیف کا تھا۔ قحط کا سال تھا۔ پچھلے موسم میں غلہ اور پھل کم پیدا ہوا تھا اور اس موسم کی اجناس ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔‘‘ فصل ابھی کٹی نہیں تھی۔ ’’ستمبر کا آخر یا اکتوبر کا شروع تھا جب آپ اِس مہم کے لیے روانہ ہوئے۔ منافق تو جانتے تھے کہ یہ سب شرارت ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ سب چالاکی اس لیے کی ہے کہ اگر شامی لشکر حملہ آور نہ ہوا تو مسلمان خود شامیوں سے جا لڑیں اور اس طرح تباہ ہو جائیں۔ مؤتہ کی جنگ کے حالات ان کے سامنے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کو اتنے بڑے لشکر کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ وہ بہت کچھ نقصان اٹھا کر بمشکل بچے تھے۔ اب وہ ایک دوسری مؤتہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ‘‘ ان کے خیال میں ’’شہید ہو جائیں۔ اس لیے ایک طرف تو منافق روزانہ یہ خبریں پھیلاتے تھے کہ فلاں ذریعہ سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ دشمن حملہ کرنے والا ہے، فلاں ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ شامی فوجیں آ رہی ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو ڈرا رہے تھے کہ اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ آسان نہیں۔ تمہیں جنگ کے لیے نہیں جانا چاہیے۔ ان کارروائیوں سے ان کی غرض یہ تھی کہ مسلمان شام پر حملہ کرنے کے لیے جائیں تو سہی، لیکن جہاں تک ہو سکے کم سے کم تعداد میں جائیں تا کہ ان کی شکست زیادہ سے زیادہ یقینی ہو جائے۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 359-360) تھوڑے ہوں گے تو شکست یقینی ہو جائے گی۔

بہر حال آمدہ خبروں کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالات و واقعات کا جائزہ لے کر اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر آپؐ نے رومیوں سے مقابلہ کرنے میں تاخیر کی یا ان کو مسلمانوں کے زیر اثر علاقوں میں داخل ہونے کا موقع دیا تو اس کے نقصان زیادہ ہوں گے اس لیے آپؐ نے تنگی اور شدت کے باوجود یہ طے کیا کہ رومیوں کو پیش قدمی کی مہلت دیے بغیر خود ان کے علاقے میں جا کر ان کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔

(ماخوذ از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از محمد ابوزُہرۃ جلد 3 صفحہ 951-952 دار الفکر العربی 2012ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کو ایک اَور جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ افواہیں پہنچیں تو آپؐ نے یہ حکم دیا کہ بجائے اس کے کہ رومی ہم پر چڑھ آئیں اور حملہ کر دیں ہمیں چاہیے کہ سرحد پر ہی جا کر ان کو روکیں۔ آپ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا۔‘‘ (خطباتِ محمود، جلد 22 صفحہ 135، خطبہ جمعہ 14 مارچ 1941ء)

پہلا ایک حوالہ میں نے تاریخ کی ایک کتاب سے دیا تھا۔ یہ اتنا سا حصہ حضرت مصلح موعودؓ کا ہے۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً جنگی مہمات کو قدرے خفیہ رکھا کرتے تھے لیکن خیبر کی مہم کے بعد تبوک کی مہم ایسی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اعلان فرمایا اور راستے کی مشکلات اور دشمن کی کثرت کا پہلے سے بتاتے ہوئے تیاری کرنے کی تلقین فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد و السیر باب **من اراد غزوۃ فورّٰی بغیرھا**۔ حدیث 2948۔ مترجم جلد 5 صفحہ 303) یہ روایت بخاری میں آئی ہے۔ ساتھ ہی آپؐ نے مکہ اور دوسرے عرب قبائل

میں آدمی بھیجے کہ وہ لوگ لشکر میں شریک ہوں۔ دوسری طرف آپ نے مخیر لوگوں کو تاکید فرمائی کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد3 صفحہ183، غزوہ تبوک، دار الکتب العلمیۃ 2002ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل کو شریکِ جنگ ہونے کا پیغام بھیجا اور ان کی طرف اپنے سفیر بھیجے جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت **بُرَیْدَہ بن حُصَیْب** کو قبیلہ **بنو اَسْلَمْ** کی طرف، حضرت **ابورُہْم غِفَاری** کو اپنی قوم **بَنُوْ غِفَار** کی طرف، حضرت **ابو وَاقِد لَیْثِی** کو اپنی قوم **لَیْث** کی طرف، حضرت **ابو جَعْد ضَمْری** کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ حضرت **رَافِع بن مَکِیْث** کو **جُھَیْنَہ** کی طرف بھیجا۔ اسی طرح حضرت **نُعَیْم بن مسعود** کو **اَشْجَعْ** اور **بُدَیْل بن وَرْقَاء، عَمْرو بن سالم** اور **بُسْر بن سُفیان** کو **بنو کَعْب بن عَمْرو** کی طرف بھیجا اور اسی طرح **عباس بن مِرْدَاس** کو **بنو سُلَیْم** کی طرف روانہ کیا۔

(ماخوذ از امتاع الاسماع جلد2 صفحہ 47 غزوہ تبوک۔ الخبر عن الغزو و البعثۃ الی القبائل۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1999ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد9 صفحہ465۔ ناشر: بزمِ اقبال لاہور)

مدینہ میں اس وقت ایک سخت خوف و ہراس کی فضا تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ طاقتور دشمن کسی وقت بھی حملہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ بخاری کی ایک روایت کے مطابق حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ ایک غسّانی بادشاہ نے ہمارے ساتھ جنگ کے لیے اپنے گھوڑوں کو نعل بھی لگوا لیے ہیں یعنی پوری تیاری کر لی ہے اور بخاری کی ہی ایک روایت میں حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم ایک غسّانی بادشاہ سے خوفزدہ تھے۔ ہمیں بتایا گیا کہ وہ ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس فضا میں ہمارے سینے خوف سے بھر گئے تھے۔

(صحیح بخاری، كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّيَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا حدیث نمبر 2468، كتاب التفسير بَابُ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ حدیث نمبر 4913)

بہرحال اس کے باوجود صحابہؓ کی تیاری اور مالی قربانی کا ایمان افروز مظاہرہ بھی دیکھنے میں آیا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ اس خوف و ہراس کے ساتھ ساتھ مدینہ کو اس وقت سخت قحط سالی کا سامنا تھا اور فصلیں اور پھل پکنے کو تھے۔ اس قحط سالی میں لوگ اپنی فصلیں سمیٹنے کی فکر اور تیاری میں تھے کہ جہاد پر نکلنے کا اعلان ہو گیا۔ پھر شدید گرمی کا موسم اور سینکڑوں میل کا سفر، زادِ راہ کی تنگی اس کے علاوہ تھی۔ ان سب مسائل کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب جہاد پر جانے کا اعلان ہوا تو اخلاص و وفا کے پیکر جاں نثار اپنی تیار فصلوں اور پکے ہوئے پھلوں کو چھوڑ کر سفر کی تیاری کرنے لگے۔ گو کہ اتنے لمبے سفر کی تیاری ان مخلص لیکن غریب صحابہ کے لیے کوئی آسان کام نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشکلات کی ان گھڑیوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی قربانی کی عام تحریک کرتے ہوئے امراء کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواری مہیا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ ۔ جو شخص جیشِ عُسرت یعنی جنگِ تبوک کو ساز و سامان سے لیس کرے گا اسے جنت ملے گی۔ (صحیح بخاری، کتاب الوصایا، بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا ...... نمبر 2778)

اس موقع پر جو شخص سب سے پہلے مال لے کر آیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپؓ اپنے گھر کا سارا مال لے آئے جو کہ چار ہزار درہم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے کہ نہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں۔

ایک روایت میں حضرت عمرؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کریں اور اس وقت میرے پاس مال تھا۔ میں نے کہا اگر میں ان سے کبھی سبقت لے جا سکا تو آج کے دن میں ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنا نصف مال لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا جتنا لے کے آیا ہوں اتنا ہی گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ اور حضرت ابوبکرؓ وہ سب لے آئے جو ان کے پاس تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے سامنے پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ان سے کسی چیز میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب رجاءہ ان یکون ابو بکر ممن یدعی من جمیع ابواب الجنۃ حدیث 3675)

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد4 صفحہ69 دار الکتب العلمیۃ 1996ء)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ”ایک جہاد کے موقع کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ مجھے خیال آیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں آج میں ان سے بڑھوں گا۔ یہ خیال کر کے میں گھر گیا اور اپنے مال میں سے آدھا مال نکال کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لے آیا۔ وہ زمانہ اسلام کے لیے انتہائی مصیبت کا دور تھا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوبکرؓ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی اور میں نے سمجھا کہ آج میں نے سارا زور لگا کر ابوبکرؓ سے بڑھنا چاہا تھا مگر آج بھی مجھ سے ابوبکر بڑھ گئے۔“ (فضائل القرآن (3)، انوار العلوم جلد11 صفحہ 577)

حضرت عثمانؓ کی مالی قربانی کے متعلق ایک روایت ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خَبَّابؓ نے اس کو بیان کیا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا اور آپ عُسْرَۃ کے لشکر کے بارے میں تحریک فرما رہے تھے تو حضرت عثمان بن عَفَّانؓ کھڑے ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ذمہ سو اونٹ ان کے پالانوں اور کجاووں سمیت اللہ کے راستے میں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے بارے میں تحریک فرمائی تو حضرت عثمان بن عَفَّان پھر دوبارہ کھڑے ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ذمہ دو سو اونٹ ان کے پالانوں اور کجاووں سمیت اللہ کے راستے میں ہیں۔ یہ بات سننے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لشکر کے بارے میں دوبارہ تحریک فرمائی تو حضرت عثمان بن عَفَّانؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ذمہ تین سو اونٹ ان کے پالانوں اور کجاووں سمیت اللہ کی راہ میں راستے میں ہیں۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے اتر رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ ۔ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ ۔ عثمان پر کوئی گرفت نہیں جو بھی اس نے اس کے بعد کیا۔ عثمان پر کوئی گرفت نہیں جو بھی اس نے اس کے بعد کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سَمُرَۃؓ نے بیان کیا کہ جب انہوں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے جیش عُسْرَۃ کی تیاری کروائی تو حضرت عثمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کیے اور انہیں آپؐ کی گود میں ڈال دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ انہیں (ان دیناروں کو) اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ ۔ کہ عثمان کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا جو اس نے آج کے دن کے بعد کیا۔ دو مرتبہ یہ فرمایا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر دس ہزار دینار عطا کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے لیے یہ دعا کی: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ مَا اَسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا يُبَالِيْ مَا عَمِلَ بَعْدَهَا ۔ کہ اے عثمان! اللہ تجھ سے مغفرت کا سلوک فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ جو بھی عمل کرے اسے کوئی فکر نہیں ہونی چاہیے۔

ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اس جنگ کی تیاری کے لیے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے پیش کیے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ عَنْهُ رَاضٍ ۔ کہ اے اللہ! تُو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ میں بھی اس سے راضی ہوں۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اتنی رقم خرچ کی کہ کوئی اَور صحابی اتنی رقم خرچ نہ کر سکا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب فِيْ عَدِّ عُثْمَانَ تَسْمِيَتَهُ شَهِيْدًا وَ تَجْهِيْزَهُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، حدیث 3700، 3701) (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق، جلد2 صفحہ 596-597 دار الکتب العلمیۃ 2004ء)

(ماخوذ از شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد4 صفحہ 69 تا 71، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 صفحہ 184، غزوہ تبوک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت عثمانؓ کا ایک تجارتی قافلہ ملک شام سے بہت سارا نفع لے کر واپس آیا تو انہوں نے ایک تہائی فوج کے جملہ اخراجات اپنے ذمہ لے لیے۔ انہوں نے کہا 3 / 1 فوج کا خرچ مَیں برداشت کروں گا۔ آپ نے دس ہزار سے زائد فوج کا سامان مہیا کیا اور اس چیز کا اہتمام کیا کہ ہر فوجی کے لیے ایک ایک تسمہ بھی آپ کے روپے میں سے خرچ ہو یعنی کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی۔ اس پر ان کے دس ہزار دینار خرچ ہوئے جو اونٹوں اور گھوڑوں کے علاوہ تھے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ایک سو گھوڑے اور دیگر سامان کے ساتھ ساتھ ایک ہزار دینار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ یہ ایک ہزار دینار ان دس ہزار دینار سے الگ تھے جو انہوں نے دس ہزار فوجیوں کی تیاری پر خرچ کیا تھا۔ اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک سو اوقیہ چاندی پیش کی۔ بعض روایات کے مطابق دو سو اُوْقِیَہ چاندی پیش کی۔ یہ اُوْقِیَہ بھی ایک وزن ہے جو ساڑھے دس تولے کے برابر ہوتا ہے یعنی دس سو پچاس یا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ
بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد5 صفحہ 407)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے،
اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا

(ملفوظات، جلد5 صفحہ 407)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

اکیس سوتولے تک چاندی یا اگر آجکل کے زمانے میں دیکھیں تو سوا کلوگرام یا اڑھائی کلوگرام چاندی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان بن عَفّان اور عبدالرحمٰن بن عوف زمین پر اللہ کے خزانوں میں سے خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ انہوں نے بہت مال دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چارسو اوقیہ سونا پیش کیا تھا یعنی بتالیس سوتولے سونا بعض نے نوسو اونٹ پیش کرنے کا بھی بیان کیا ہے۔ بہر حال بہت قربانیوں کا ذکر ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے پاس آٹھ ہزار درہم ہیں۔ مَیں نے چار ہزار درہم گھر والوں کے لیے رکھ لیے ہیں اور چار ہزار آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں برکت کی دعا دیتے ہوئے فرمایا: بَارَكَ اللّٰهُ فِيمَا أَمْسَكْتَ وَفِيمَا أَعْطَيْتَ۔ یعنی جو مال تم نے گھر والوں کے لیے رکھا ہے اور جو اللہ کی راہ میں دیا ہے اللہ سب میں برکت دے۔

حضرت عاصِم بن عَدِیؓ نے ستر وَسْق کھجوریں پیش کیں۔ ایک وَسْق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع قریب تین سیر کا ہوتا ہے یعنی کُل تقریباً بارہ ہزار چھ سو کلوگرام کھجوریں بنتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربانیوں کے، زیادہ قربانیوں کے، مال لانے والوں میں سے حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ، حضرت طلحہ بن عُبَیْدُ اللہؓ، حضرت سعد بن عُبَادَہؓ اور حضرت محمد بن مَسْلَمَہؓ کے نام بھی ملتے ہیں۔

(شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنيه جلد 4 صفحہ 69 دارالکتب العلمیۃ 1996ء) (السيرة الحلبية جلد 3 صفحہ 183-184، غزوہ تبوک، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (سیرت الحلبیہ مترجم جلد سوئم نصف اوّل صفحہ 396-397 دارالاشاعت 2009ء) (غزوات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از علامہ برہان الدین حلبی، مترجم اردو صفحہ 686 دارالاشاعت 2001ء) (اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 457 مکتبہ دارالسلام) (سیر الصحابہؓ جلد 1 صفحہ 161 دارالاشاعت کراچی 2004ء)

(صحیح مسلم۔ نور فاؤنڈیشن۔ جلد 12 صفحہ 184) (فرہنگ سیرت صفحہ 49 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے مالوں کا تو کیا ذکر، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کُل گھر بار نثار کیا حتی کہ سوئی تک کو بھی گھر میں نہ چھوڑا اور ایسا ہی حضرت عمرؓ نے اپنی بساط وانشراح کے موافق اور عثمانؓ نے اپنی طاقت وحیثیت کے موافق عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس۔ عَلٰی قَدْرِ مَرَاتِب۔ تمام صحابہ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔‘‘

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ’’......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: 93)۔ جب تک تم اپنی عزیز ترین اشیاء اللہ جل شانہ کے راہ میں خرچ نہ کرو تب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 192 حاشیہ، ایڈیشن 2022ء) اور نیکیوں کو پانے کے لیے صحابہ خرچ کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’صحابہ نے بعض دفعہ اپنے گھر کا مال واسباب بیچ کر جنگ کے اخراجات پورے کیے بلکہ یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض دفعہ انہوں نے اپنی جائیدادیں بیچ کر دوسروں پر خرچ کر دیں اور ان کے لیے تمام ضروریات مہیا کیں۔‘‘ یعنی جنگ پہ جانے والوں کے لیے۔ ’’چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ فلاں سفر پر ہماری فوج جانے والی ہے مگر مومنوں کے پاس کوئی چیز نہیں۔ کیا کوئی تم میں سے ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اٹھے اور آپ نے اپنا اندوختہ نکال کر وہ رقم مسلمانوں کے اخراجات کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا تو فرمایا عثمانؓ نے جنت خرید لی۔‘‘ (خطبات محمود جلد 19 صفحہ 98-99)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی مالی قربانیوں کے ضمن میں اپنے ایک خطبہ میں اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ’’ایک موقعہ پر جنگ کی تیاری کے لیے بہت سے اموال کی ضرورت تھی اور ان دنوں کچھ مالی تنگی بھی تھی اور دنیا ایسی ہی ہے۔ کبھی فراخی کے دن ہوتے ہیں اور کبھی تنگی کے دن ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر بھی تنگی کے ایام تھے اور جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ضرورت حقّہ کو رکھا اور مالی قربانی پیش کرنے کی انہیں تلقین کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنا سارا مال لے کر آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کر لی جائے کہ میں دس ہزار صحابہؓ کا پورا خرچ برداشت کروں گا اور اس کے علاوہ آپ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیے۔ اسی طرح تمام مخلص صحابہ نے اپنی اپنی توفیق اور استعداد کے مطابق مالی قربانیاں پیش کیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بہترین نتائج نکالے۔‘‘ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 341، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18 اکتوبر 1968ء)

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد اس بات کو سمجھتے ہیں کہ مالی قربانیوں کی کیا اہمیت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے ✡ ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے ✡ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

طالب دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

اکثر واقعات میں بیان کرتا ہوں۔ بعض لوگ حقیقت میں اپنے پاس جو کچھ ہو وہ قربان کر دیتے ہیں۔

امراء کو بھی، صاحبِ حیثیت لوگوں کو بھی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے نمونے سامنے رکھنے چاہئیں اور پھر اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھانا چاہیے۔ غریب اور اوسط درجے کے تو باقی قربانیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے امراء ایسے ہیں جو اعلیٰ معیار کی قربانی کرنے والے ہیں۔ جو کمزور ہیں انہیں بھی دین کی اشاعت کے لیے آگے آنا چاہیے۔ اس زمانے میں ان کو بھی یہ موقع ہے کہ قربانیاں کریں۔

صحابہؓ نے جس حد تک ممکن تھا کچھ نہ کچھ پیش کیا اور غریب اور مجبور سپاہیوں کے لیے سواریاں اور تلواریں اور دیگر آلاتِ حرب مہیا کیے۔ بعض غریب صحابہؓ یا صحابیاتؓ جب ایک ایک دو دو مُدّ غلہ پیش کرتے تو ان کے دل بھر جاتے کہ کاش ان کے پاس زیادہ ہوتا تو اسے بھی پیش کر دیتے مگر منافق ان پر ہنستے اور کہتے کہ یہ لوگ ان مٹھی بھر دانوں سے قیصر کو شکست دے دیں گے۔ مُدّ تو چھوٹا سا ہی ایک پیمانہ ہے مٹھی بھر مٹھیوں کے برابر۔ منافقین کے اس طنز کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۔ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (التوبة: 79)

وہ لوگ جو مومنوں میں سے دلی شوق سے نیکی کرنے والوں پر صدقات کے بارہ میں تہمت لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی محنت کے سوا اپنے پاس کچھ نہیں پاتے۔ پس وہ ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ ان کے تمسخر کا جواب دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب مقدر ہے۔

محنت کر کے مالی قربانی کرنے والوں میں حضرت ابو عَقِیلؓ بھی تھے جنہوں نے تمام رات کنوئیں سے پانی نکالا اور دو صَاع کھجوریں حاصل کیں۔ ایک صَاع تقریباً اڑھائی کلو کا ہوتا ہے یعنی کل پانچ کلو کھجوریں حاصل کیں۔ ان میں سے ایک صَاع اہل خانہ کے لیے رکھ لیا اور ایک صَاع کھجوریں، یہ قربانی جو وہ کچھ کر سکتے تھے، لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ (اسد الغابۃ جلد 6 صفحہ 215۔ ابو عقیل۔ دارالکتب العلمیۃ 2003ء)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 458 مکتبہ دارالسلام)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ بیان فرمایا کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ چندہ کی تحریک کی تو ایک صحابی نے جا کر کچھ مزدوری کی۔ شاید کسی کے کنوئیں پر جا کر پانی نکالا اور اس کے عوض اسے آدھ سیر یا تین پاؤ غلہ ملا جو اس نے لا کر چندہ میں ڈال دیا۔ اس وقت ہزاروں روپیہ کی ضرورت تھی۔ منافق ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لڑائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ جنگ تبوک کا واقعہ ہے جو رومیوں سے درپیش تھی اور رومن حکومت اس وقت ایسی ہی تھی جیسی آج انگریزی حکومت ہے۔‘‘ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اس وقت انگریزوں کا اس دنیا پہ راج تھا ’’اور اتنی بڑی حکومت سے لڑائی کے لیے اس صحابی نے چند مٹھی جَو لا کر دیے۔ منافق اس پر ہنستے تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو کیا علم ہے کہ خدا کی نظر میں اس جَو کی کیا قیمت ہے۔ یہی جَو تھے جن سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور رومیوں کو شکست ہو گئی اور نہ صرف رومیوں کو بلکہ ایرانیوں کو بھی جن کی حکومت بھی رومی حکومت کے مقابل کی تھی مسلمانوں نے شکست دی۔‘‘ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 46-47)

ایک صحابیؓ کا ایک عجیب واقعہ کا بھی ذکر ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ اس جنگ میں تیاری کے لیے مخلص صحابہؓ کسی نہ کسی رنگ میں سفر کی تیاری اور مالی قربانی کی اس تحریک میں شامل ہونے کے لیے اپنی سی کوششوں میں مصروف تھے۔ مالدار اصحاب اپنا مال و دولت پیش کر رہے تھے۔ غریب و نادار صحابہؓ محنت مزدوری کر کے جو بھی معمولی سی اجرت ملتی تھی وہی پیش کر رہے تھے۔ ان حالات میں ایک صحابی حضرت عُلْبَہ بن زیدؓ کا ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک ایسا معصومانہ انداز اپنایا جو دوسرے سب لوگوں سے مخلص اور انوکھا تھا۔ وہ بھی نادار اور مخلص تھے۔ پیش کرنے کو پاس کچھ بھی نہیں تھا اور نہ ہی اتنی طاقت تھی کہ وہ جہاد میں شریک ہو سکتے۔ چنانچہ وہ ایک رات نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے عرض کی کہ اے اللہ! تُو نے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اتنا ساز وسامان نہیں کہ جو وہ مجھے عطا کر سکیں اور میں جا کے لڑوں۔ اور تیرے نبی نے مالی قربانی کی تحریک فرمائی ہے میں اس میں شامل بھی نہیں ہو سکتا البتہ میں اپنی جان مال اور عزت پر ہونے والے ہر ظلم و زیادتی کو معاف کر کے وہی مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو یہ دیگر صحابہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آج رات اپنی عزت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ آپؐ نے پھر فرمایا لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ بالآخر حضرت عُلْبَہ کھڑے ہوئے اور آپؐ کو ساری بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَبْشِرْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ كُتِبَتْ فِي الزَّكَاةِ الْمُتَقَبَّلَةِ

کہ خوش ہو جاؤ۔ مجھے اس ذات کی قَسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان لوگوں میں لکھ دیے گئے ہو جن کا صدقہ قبول کیا گیا ہے۔ (السيرة النبوية لابن کثیر جزء 4 صفحہ 9۔ ذکر غزوة تبوک......۔ دارالمعرفۃ بیروت 1976ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 463-464۔ ناشر: بزمِ اقبال لاہور)

کیا خوبصورت اور انوکھا اخلاص اور قربانی کا جذبہ ہے! اور اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے اور اس کو سب حالات کا علم ہے اس نے بھی ان کا یہ جذبہ قبول کیا اور اس کی اطلاع بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔

عورتیں بھی اس موقع پر پیچھے نہیں رہیں انہوں نے اس جنگ کی تیاری کے لیے اپنے زیورات پیش کر دیے۔ چنانچہ حضرت اُمِّ سِنَانٍ اَسْلَمِیَّہْ بیان کرتی ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کپڑا بچھا ہوا دیکھا جس میں خوشبو، بازو بند، کنگن، کانٹے، انگوٹھیاں اور پازیبیں بھی تھیں جو سب عورتوں نے مسلمانوں کے جہاد کی تیاری کے لیے دی تھیں۔

(کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 380-381، غزوہ تبوک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2013ء)

بہرحال ایک طرف تو مخلصین اور مومنین کا حال یہ تھا اور دوسری طرف اس موقع پر منافقین نے بھی اپنا پورا زور لگایا تھا اور ایک پہلو سے منافقین کی طرف سے یہ آخری چال اور سازش تھی اور منافقین کو اپنی کامیابی پر پورا یقین تھا۔ وہ اس یقین پر قائم تھے کہ مسلمان شام کی طرف اس لمبے سفر پر روانہ ہو کر ہی رہیں گے اور وہ اس شیطانی یقین پر بھی قائم تھے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ نہیں آسکیں گے اس لیے اب ان کی پوری کوشش تھی کہ مسلمان کم سے کم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلیں اور ان کی سوچ کے مطابق مسلمانوں کی تعداد جتنی کم ہو جائے گی لشکر میں اتنا ہی چھوٹا لشکر ہو گا اور اس لشکر کی شکست اور موت یقینی ہوگی۔ اس لیے انہوں نے موجود حالات کی تنگی اور سفر کی تکلیفوں اور مشکلات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ وہ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے لگے۔ مختلف بہانوں سے انہیں ورغلاتے رہے کہ وہ شامل نہ ہوں جیسے یہ کہ اتنی شدید گرمی ہے، سفر بہت لمبا ہے، ذرائع سفر بہت محدود ہیں۔ مدینہ کی آبادی کا اکثریتی حصہ چونکہ زراعت پیشہ تھا ان کی فصلیں تیار تھیں اور یہ فصلیں قحط کے زمانے میں تیار ہو رہی تھیں۔ پھر وہ مدینہ میں جگہ جگہ مسلمانوں سے یہ باتیں کرتے کہ تم لوگوں کو پتہ نہیں کہ اب جس فوج سے سامنا ہو گا وہ کتنی سخت اور جنگجو ہے۔ ان کے ساتھ جنگ کوئی آسان کام نہیں ہے ہم تو تم سب کو دیکھ رہے ہیں کہ یا تم لوگ مارے جاؤ گے یا سب ان کے قیدی بن جاؤ گے۔ یہ منافقین کہا کرتے تھے۔ ہر چند کہ منافقین کے اس پراپیگنڈے کا اعلیٰ درجہ کے اور مخلص مومنین پر کوئی اثر نہیں ہوا لیکن بعض کمزور ایمان والوں کے دل اتنے خوفزدہ ہوئے کہ وہ جنگ پر نہ جانے کے لیے مختلف بہانے اور عذر پیش کرنے لگے۔ گو کہ ایسے عذر کرنے والوں میں سے اکثریت منافقین کی ہی تھی۔

قرآن کریم نے منافقین کے اس پراپیگنڈے اور بہانوں کے ساتھ پیچھے رہنے کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ

فَرِحَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ بِمَقۡعَدِهِمۡ خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوۡۤا اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَقَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِى الۡحَرِّ ط قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط لَوۡ كَانُوۡا يَفۡقَهُوۡنَ۔ فَلۡيَضۡحَكُوۡا قَلِيۡلًا وَّلۡيَبۡكُوۡا كَثِيۡرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ۔ (التوبۃ:81-82)

جہاد سے پیچھے چھوڑے ہوئے منافق اللہ کے رسول کے حکم کے خلاف چل کر اپنی جگہ بیٹھ رہنے پر بہت خوش ہیں اور انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے ساتھ جہاد کرنے کو برا سمجھا تھا اور ایک دوسرے سے کہا تھا کہ ایسی شدید گرمی میں جنگ کے لیے اکٹھے ہو کر مت نکلو۔ تو ان سے کہہ دے کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے زیادہ سخت ہے۔ کاش کہ وہ سمجھتے۔ پس چاہیے کہ اپنی اس فریب دہی پر وہ تھوڑا ہنسیں اور اپنے عمل کی جزا پر زیادہ روئیں۔

روایات کے مطابق یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جہاد پر نہ جانے کے لیے کوئی نہ کوئی عذر پیش کرتے اور اس کی اجازت طلب کرتے کہ ہم جہاد پر نہ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اجازت دے دیتے تھے۔ اسّی سے زائد لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے جہاد پر نہ جانے کی اجازت حاصل کی۔ یہ ان منافقین کے علاوہ تھے جو عبداللہ بن اُبَیّ وغیرہ کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے ان تمام بہانوں کی پردہ دری کرتے ہوئے قرآن کریم میں کھول کر بتا دیا تھا کہ ان کا پیچھے رہ جانا ان کے ایمانوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے اور یہ اپنے بہانوں میں جھوٹے ہیں اور قرآن کریم میں جب ان کے متعلق آیات نازل ہوئیں تو آئندہ کے لیے بھی ہر ایک کو تنبیہ کر دی گئی کہ جب امام کی طرف سے کوئی تحریک یا آواز بلند ہو تو کیسے لبیک کہتے ہیں۔ آگے بڑھنا چاہیے اور جیسے تیسے بھی ہو اس میں شمولیت کی حتّی المقدور تیاری کرنی چاہیے۔

چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ ط وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَـرَجۡنَا مَعَكُمۡ ۚ يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ۔ عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَتَعۡلَمَ الۡكٰذِبِيۡنَ۔ لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ط وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ۔ اِنَّمَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ فَهُمۡ فِىۡ رَيۡبِهِمۡ يَتَرَدَّدُوۡنَ۔ وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰـكِنۡ كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ فَثَبَّطَهُمۡ وَقِيۡلَ اقۡعُدُوۡا مَعَ الۡقٰعِدِيۡنَ۔ لَوۡ خَرَجُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا زَادُوۡكُمۡ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَـكُمۡ يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ۚ وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ ط وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ۔ لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَـقُّ وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ۔

(التوبۃ:42 تا 48)

اگر فاصلہ نزدیک کا ہوتا اور سفر آسان ہوتا تو وہ ضرور تیرے پیچھے چلتے لیکن مشقت اٹھانا ان سے بہت دور ہے۔ وہ ضرور اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمیں توفیق ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے۔ وہ اپنی ہی جانوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یہ یقیناً جھوٹے لوگ ہیں۔ اللہ تجھ سے درگزر کرے۔ تُو نے انہیں اجازت ہی کیوں دی یہاں تک کہ ان لوگوں کا تجھے اچھی طرح پتہ لگ جاتا جو سچ کہتے تھے اور تُو جھوٹوں کو بھی پہچان لیتا۔ جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ تجھ سے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے سے رخصت نہیں مانگتے۔ اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ صرف وہی لوگ تجھ سے رخصت طلب کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں مبتلا ہیں اور وہ اپنے شک میں متردّد پڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر ان کا (جہاد پر) نکلنے کا ارادہ ہوتا تو وہ ضرور اس کی تیاری بھی کرتے لیکن اللہ نے پسند ہی نہیں کیا کہ وہ (اس اعلیٰ مقصد کے لیے) اٹھ کھڑے ہوں اور اس نے انہیں (وہیں) پڑا رہنے دیا اور (انہیں) کہا گیا بیٹھے رہو بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ۔ اگر وہ تم میں شامل ہو کر (جہاد پر) نکلتے تو بدنظمی کے سوا تمہیں کسی چیز میں نہ بڑھاتے اور تمہارے درمیان تیز تیز سواریاں دوڑاتے تمہارے لیے فتنہ چاہتے ہوئے جبکہ تمہارے درمیان ان کی باتیں بغور سننے والے بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ یقیناً پہلے بھی وہ فتنہ چاہتے تھے اور انہوں نے تیرے سامنے معاملات الٹ پلٹ کر پیش کیے۔ یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ کا فیصلہ ظاہر ہو گیا جبکہ وہ اسے سخت ناپسند کر رہے تھے۔

پس منافقوں کا حال اللہ تعالیٰ نے اس میں کھول کر بیان کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تُو نے ان کے جھوٹے عذر کو مان لیا۔ اگر نہ مانتا اور اجازت نہ دیتا تو ان کی منافقت کا پول سب پر ظاہر ہو جاتا، ضرور کھل جاتا۔ جنگ پر تو انہوں نے پھر بھی نہیں جانا تھا لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کا نہ جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر کسی وجہ سے چلے بھی جاتے تو جنگ کے دوران ایسی حرکتیں کرتے جن سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنا تھا۔ بہرحال ان منافقوں کی خواہش کے مطابق تو نتائج ظاہر نہیں ہوئے۔

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 461-462 مکتبہ دار السلام)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 474 بزم اقبال لاہور)

اس کی باقی تفصیل بھی ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

مَیں نے گذشتہ خطبہ میں ربوہ کی مسجد میں حملے کا ذکر کیا تھا۔ جو احمدی خدام زخمی ہیں ان کے لیے دعا بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر پیچیدگی سے بھی بچائے۔ اس قسم کے جو حادثات ہوتے ہیں ان کے بعد میں بھی بعض دفعہ اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس وقت تین خدام زیادہ زخمی ہیں اور اس وجہ سے ہسپتال میں ابھی داخل ہیں اور باقی جو پانچ تھے ان کو علاج کر کے گھر بھیج دیا گیا ہے لیکن ابھی ان کا علاج بھی جاری ہے اور جو زخم ہیں ان کو heal ہوتے ہوئے بہرحال وقت لگے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور آئندہ ہر شر سے، ہر نقصان سے ہر جگہ افراد جماعت کو بچائے۔

نماز کے بعد ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ یہ مکرم سام علی نینا (Sam Ali Nena) صاحب مارشل آئی لینڈز کے تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی تراسی سال کی عمر میں کیلیفورنیا امریکہ میں وفات ہوئی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ ان کا اسلام سے پہلی بار تعارف حافظ جبرئیل سعید صاحب جو ہمارے مربی سلسلہ تھے ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں 1980ء کی دہائی میں ہوا اور اس وقت انہوں نے اسلام قبول کر لیا، احمدیت قبول کر لی۔ بڑی مخالفت ہوئی لیکن بڑی استقامت کے ساتھ اپنے ایمان پر ڈٹے رہے۔ ایک سینیٹر نے پارلیمنٹ میں اسلام کو غیر قانونی اور دہشت گردی سے وابستہ مذہب قرار دیا تو آپ نے نہایت جرأت کے ساتھ مقامی اخبار میں پیغام دیا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور ہمارا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کا یہ جرأت مندانہ بیان جماعت کے لیے تقویت کا باعث بنا۔ اس نے تو کوشش کی تھی کہ قانون کو پاس کرائے لیکن بہرحال آپ کی کوششوں سے یہ نہیں ہو سکا۔ آپ مقامی معاشرے میں بااثر شخصیت کے طور پہ جانے جاتے تھے۔

فلاح الدین شمس صاحب نائب امیر امریکہ کہتے ہیں کہ مجھے پانچ سال تک مارشل آئی لینڈز میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ وہاں جاتا تھا کیونکہ یہ جزیرہ امریکہ کے سپرد تھا۔ سام صاحب حافظ جبرئیل صاحب کے ذریعہ احمدی ہوئے تھے۔ شروع میں چار پانچ گھرانے احمدی تھے اور جماعت بہت چھوٹی سی تھی۔ رجسٹرڈ بھی نہیں تھی لیکن بہرحال بڑی محنت سے حافظ صاحب کی اور ان کی کوشش سے جماعت وہاں رجسٹر ہو گئی۔ حافظ صاحب واپس آ گئے تو بڑا عرصہ لمبا عرصہ وہاں کوئی مربی نہیں تھا اور اس پر سام صاحب نے خود ہی اپنی وفات تک وہاں اپنی جماعت کو سنبھالا اور یہ تبلیغ بھی کرتے رہے اور جماعت کے نام کو انہوں نے کبھی ماند نہیں پڑنے دیا۔ بڑی گرمجوشی سے جماعتی تعاون کرتے تھے جب بھی یہاں مرکز سے وفد جاتا تھا تو ان کی مدد کرتے تھے اور ہمیشہ آگے بڑھ کے انہوں نے کام کیا اور نتیجہ خیز کام کیا۔

مارشل آئی لینڈز میں جماعت قائم کرنے میں اول مقام رکھتے ہیں۔ زیادہ تر نومبائعین آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں احمدی مسلمان ہوئے تھے۔ آپ مارشل آئی لینڈز کے صدر جماعت بھی رہے ہیں۔ پھر یہ شمس صاحب کہتے ہیں کہ کوسرائے (Kosrae) میں مشن قائم کرنے گیا تو وہاں بھی سام صاحب نے مدد کی۔ ان کے کچھ دوست تھے وہ شامل ہوئے اور وہاں اللہ کے فضل سے مشن ہاؤس خریدا گیا اور عمارت بنائی گئی۔ اسی طرح کریباتی (Kiribati) میں ان کے ذریعہ سے مشن قائم کرنے میں مدد ہوئی۔ پھر ایک اَور جگہ بھی ان کے ذریعہ سے مشن قائم کرنے میں مدد ہوئی۔ کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ سام صاحب سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے، آپ کی کون سی نیکی ہے جس کی وجہ سے آپ کو تین جزیروں میں جماعت کے قیام اور مرکزی کردار ادا کرنے کی توفیق ملی ہے تو انہوں

نے بڑی عاجزی سے کہا یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے میرا تو کوئی کمال نہیں ہے۔

قاسم چودھری صاحب مربی سلسلہ مارشل آئی لینڈز کہتے ہیں رکاوٹوں کے باوجود اپنے ایمان پر قائم رہے۔ اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کر قربانیاں کیں اور ان کی اہلیہ کی قربانی سے ایک زمین وقف ہوئی۔ ان کی اہلیہ نے اپنا قطعہ زمین دیا جس پر آج جزائر مارشل آئی لینڈز میں پہلی مسجد بھی قائم ہے۔ ان کا اپنے الفاظ میں قبول اسلام کا واقعہ اس طرح ہے۔ کہتے ہیں کہ 1987ء میں مَیں اور میری بیوی نَیری لانگ آئی لینڈ کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے۔ ایک صبح کہتے ہیں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو ایک لمبے افریقی شخص کو دیکھا۔ میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کیا اور تعارف ہوا تو پتا لگا وہ حافظ جبرئیل سعید صاحب ہیں جو مائیکرونیشیا کے پہلے مبلغ تھے۔ بہرحال ملاقاتیں ہوتی رہیں، تعلقات بڑھتے رہے۔ جبرئیل صاحب نے انہیں اسلام کی تبلیغ کی اور بائبل کی آیات دکھائیں اور یہ بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بائبل میں ایک نبی کے آنے کی بشارت دی گئی ہے اور مجھے تعجب ہوا کہ یہ صرف ایک آیت نہیں بلکہ کئی آیتیں ہیں حتیٰ کہ عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود John 16:7 میں فرماتے ہیں: مجھے جانا ہے اور وہ کسی کو میرے بعد بھیجے گا۔ کہتے ہیں یہ وہ حقائق تھے جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنے تھے اور حافظ صاحب نے مجھے نہایت وضاحت سے بتایا۔ ہر بات بائبل سے بتاتے تھے اور آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور حقائق کو دیکھا تو میرا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ کہتے ہیں اسی دوران میں جب میں نے قبول کر لیا اور لوگوں کو پتا لگا تو سرکاری افسران نے کہا کہ ہم اسلام کو کبھی مارشل آئی لینڈز میں پھیلنے نہیں دیں گے۔ کہتے ہیں میں نے اس پہ حافظ صاحب کو فون کیا وہ اس وقت وہاں سے جا چکے تھے تو انہوں نے کہا آپ فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ رستے کھولے گا اور کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے رستے کھولے کہ ایک دن گھر میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص اٹارنی جنرل کے دفتر سے آیا اور مجھے کہنے لگا کہ آپ کی جماعت کے قیام کی رجسٹریشن منظور ہو گئی ہے۔ کہاں تو وہاں بڑے لوگ روکنا چاہتے تھے اور کہاں اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ خود ہی رجسٹریشن کی منظوری کے سامان بھی فرما دیے اور وہ ان کے گھر پہنچ گئی اور کہتے ہیں میں نے فوری طور پر وہ کاپی حافظ صاحب کو بھجوا دی۔ پھر کہتے ہیں بہرحال وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں نے سمجھ لیا کہ احمدیت دیگر مسلمانوں سے ممتاز ہے اور مجھے اس پر بڑا فخر ہے۔ ہمیشہ میرے دل میں ایک آواز اٹھتی تھی کہ میں احمدی مسلمان ہوں اور اس پر فخر ہوتا تھا۔ کہتے ہیں بیس سال تک کوئی مبلغ یہاں نہیں آیا اور میں بڑا پریشان تھا۔ حافظ صاحب نے کہا آپ خلیفہ وقت کو خط لکھتے رہیں تو کوئی نہ کوئی انتظام ہو جائے گا۔ بہرحال کہتے ہیں کہ 2004ء میں مجھے مرکز سے ہدایت آئی کہ ایک اجنبی شخص آ رہا ہے اس کو ایئرپورٹ سے آپ لے لیں تو کہتے ہیں میں وہاں ایئرپورٹ پہ گیا تو کچھ دیر بعد ایک صاحب مسکراتے ہوئے باہر آئے اور میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا سام۔ انہوں نے جواب دیا میرا نام کوثر ہے۔ یہ انعام الحق کوثر صاحب تھے اور کہتے ہیں اس دن سے ہم دونوں بھائیوں کی طرح ہو گئے۔ ہم نے اکٹھے ہو کر کوسرائے اور پونپئی کا سفر کیا۔ ہفتہ وہاں قیام کیا اور جب ہم علیحدہ ہوئے تو اس طرح ہمارے تعلقات تھے جس طرح ہم ایک دوسرے کو بہت عرصہ سے جانتے ہیں۔ یہ اسلامی بھائی چارہ تھا۔ کہتے ہیں اللہ کے فضل سے مسلمان ہونے کے بعد میرے دل کو سکون اور روح کو اطمینان ملا۔ نماز نے مجھے بدل دیا۔ میری بیوی نے بھی میرے اندر یہ تبدیلی محسوس کی۔ اس کے بعد سے جب بھی مجھے کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو میں اللہ سے مانگتا اور اللہ فوراً اسے پوری کر دیتا۔ بارہا میں نے اس نصرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہر دعا میں اللہ کا شکر ادا کیا ہے۔

آپ کی نواسی جولیا کہتی ہیں کہ بڑے مخلص مسلمان تھے جو اپنے ایمان سے تسلی اور طاقت حاصل کرتے تھے۔ اکثر وقت عبادت میں گزارتے اور قرآن کریم کی تلاوت کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ مختلف اسلامی کتب کا مطالعہ کر رہے ہوتے تھے۔ اکثر ہم نے انہیں گہری سوچ اور فکر میں ڈوبا ہوا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے خاندان کے کچھ لوگ احمدی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ ان کی نسل میں سے وہ بھی احمدی ہو جائیں۔ (الفضل انٹرنیشنل ۷/نومبر ۲۰۲۵، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ٭ وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ٭ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

طالبِ دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

”احباب جماعت تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں اور یہی جماعت کے قیام کا مقصد ہے“

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالبِ دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

بقیہ حضور انور کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ فرانس کی ملاقات از صفحہ نمبر 15

جو اس اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں تو پھر بعضوں کو سمجھ آ جاتی ہے اور بعض کو نہیں آتی۔ لیکن یہ تو عمومی بات ہے۔ جو طبقہ شیطان کا چیلہ ہے اور دہریت کو دنیا میں پھیلانے پر زور لگائے بیٹھا ہے اس نے مذہب کے خلاف ایک مہم چلانی ہے اور جب احمدیت کا زور زیادہ ہوگا، تبلیغ زیادہ ہو گی اور حقیقی اسلام بھی سامنے آنے لگ جائے گا اور ان لوگوں کو پھر یہ احساس ہو جائے گا کہ لوگوں کو پتا لگ گیا ہے کہ جو عام مسلمان کا اسلام ہے یہ اسلام نہیں بلکہ حقیقی اسلام یہ ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس طرف جھکاؤ رکھنے والے ہو گئے ہیں تو تب مخالفت زیادہ بڑھتی چلی جائے گی۔ حکومتوں کی طرف سے بھی ہو گی اور لوگوں کی طرف سے بھی ہو گی۔ جو نام نہاد مذہبی رہنما ہیں ان کی طرف سے بھی ہو گی چاہے وہ عیسائی ہیں، چاہے یہودی ہیں اور جو بھی ہیں۔ انہی باتوں پر آپ قائم ہو جائیں، جماعت کی تربیت صحیح طرح کر دیں، اپنی انانیت ان میں ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر دیں اور اخلاص و وفا بھر دیں تو یہی بہت بڑی کامیابی ہے اور یہی وہ مقصد ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ حاصل کر لیں تو فرانس کی جماعت بھی بہترین جماعتوں میں شمار ہو سکتی ہے۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔

میٹنگ کے آخر میں، امیر صاحب نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے اختتام کرتے ہوئے سب کو دی گئی رہنمائی پر ثابت قدم رہنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان امور پر ثابت قدم رہیں جو میں نے ابھی ذکر کیے ہیں۔ جماعت کی تربیت کے کام کو صحیح طریقے سے انجام دیں۔ ان میں خود پسندی کو ختم کریں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کریں، اور اخلاص اور وفاداری کو نبھائیں۔ یہ ایک بڑی کامیابی ہے، اور یہی مقصد ہے۔ اگر آپ یہ حاصل کر لیتے ہیں، تو فرانس کی جماعت بہترین جماعتوں میں شمار کی جا سکتی ہے۔ اللہ آپ کو یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)
(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 24 اکتوبر 2024ء)

☆......☆......☆

بقیہ پیغام حضور انور برائے اجتماعات از صفحہ نمبر 18

(3) پیغام برائے لجنہ اماء اللہ بھارت

اسلام آباد۔ یو کے
HM-11-08-2025

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ بھارت کو اپنا سالانہ نیشنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب فرمائے اور تمام شامل ہونے والیوں کو اس سے علمی، اخلاقی اور روحانی طور پر بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا اجراء اس لئے فرمایا تھا کہ احمدی خواتین اپنی اصلاح اور جماعت کی ترقی کے لئے مردوں کے شانہ بشانہ اپنا کردار ادا کریں۔ اور اس پہلو سے آپ سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اسلام کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کرتے ہوئے انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ خاص طور پر آجکل کے دور میں جہاں ہر طرف مادی چکا چوند اور سوشل میڈیا کی برائیاں پھیل رہی ہیں احمدی خواتین کو اپنی ذاتی تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے......خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت کو چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور اس کی ذلت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو، یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 429 تا 430، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یاد رکھیں کہ لجنہ اماء اللہ کی سب سے اہم ذمہ داری اپنی نسلوں کی نیک تربیت کرنا اور انہیں تقویٰ کی راہوں پر گامزن کرنا ہے۔ عورت اگر اپنے گھر میں نیکی، خدا ترسی اور محبت کی فضاء قائم کر لے تو اس سے ایک پر امن اور دیندار معاشرہ خود بخود قائم ہو جاتا ہے۔ بچوں کی ابتدائی عمر ماں کی گود میں گزرتی ہے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ اپنے نیک نمونوں کے ذریعہ بچوں میں اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور خلافت کے ساتھ وفا کا جذبہ پیدا کریں۔ انہیں دنیا کی لغویات اور مادہ پرستی سے بچاتے ہوئے دینی علم سکھائیں۔ انہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف راغب کریں تا کہ وہ تقویٰ شعار اور دین کی خدمت کرنے والے اور جماعت کا درد رکھنے والے مفید وجود بنیں جو نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں بلکہ دنیا کی اصلاح کرنے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار
مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)

✿✿✿

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

”آپ کی تمام فکریں دُنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں ترقی مقصد ہو اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا“

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالبِ دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

اَسْود واَحمر کے نام اِسلام کا پیغام
قیصر وِکسریٰ کو دعوتِ حق

ہم بتا چکے ہیں کہ صُلح حُدیبیہ کے ساتھ اسلام کی تاریخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ نیا دور کامل امن کا دور تو ہرگز نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ ابھی تک عرب کے بہت سے قبیلے اسلام کے خلاف برسرِ پیکار تھے، لیکن ہاں چونکہ عربوں میں قریش کا قبیلہ خانہ کعبہ کا متولی ہونے کی وجہ سے عموماً سارے قبیلوں میں معزز سمجھا جاتا تھا اور اسلام کے خلاف جنگ کی ابتداء بھی اسی قبیلہ کی طرف سے ہوئی تھی اس لئے قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہوجانے کے نتیجہ میں ملک کے ایک حصہ میں عارضی امن کی صورت ضرور پیدا ہوگئی تھی اور اس جزوی امن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو پہلا قدم اٹھایا وہ آپؐ کے خداداد منصب نبوت کے تبلیغی پہلو کا ایک نہایت شاندار کارنامہ تھا۔ ہماری مراد ان تبلیغی مراسلات سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صلح حدیبیہ کے معاً بعد مختلف ملکوں کے بادشاہوں اور رئیسوں کے نام ارسال فرمائے اور اس بات کا عملی ثبوت پیش کیا کہ آپؐ کی توجہ کا مرکزی نقطہ تبلیغ اسلام ہے۔ یعنی اس ابدی اور آخری صداقت کا اقوام عالم تک پہنچانا جو خداوند عالم نے آپؐ کے ذریعہ دنیا میں نازل فرمائی۔ مگر ان عالمگیر تبلیغی خطوط کے ذکر سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی مذہب ہونے کے متعلق ایک اصولی نوٹ درج کر کے ناظرین کو بتایا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تبلیغی نظریہ کیا تھا اور آپؐ کی بعثت کی غرض کتنے وسیع میدان پر پھیلی ہوئی تھی۔

اسلام کا تبلیغی نظریہ

سو سب سے پہلے جاننا چاہئے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور اس کے مقدس بانی کو حکم دیا گیا ہے کہ جو صداقت بھی اسلام کے ذریعہ آسمان سے نازل ہوئی ہے اسے اپنے آپ تک چھپا کر نہ رکھے بلکہ لوگوں تک پہنچائے۔ اور اس کے سارے پہلوؤں کو کھول کھول کر بیان کردے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ۔

یعنی ”اے خدا کے رسول جو کچھ بھی تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا ہے وہ لوگوں تک کھول کھول کر پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا (اور کسی حصہ کو چھپا کر رکھا اور کسی کو بیان کردیا) تو جان لے کہ اس صورت میں تو خدا کی رسالت کو پہنچانے والا نہیں سمجھا جائے گا۔“

اور یہ فریضۂ تبلیغ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ آپؐ پر ایمان لانے والوں کا بھی یہی فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی صداقتوں کو دوسروں تک پہنچائیں چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ۔

یعنی ”اے مسلمانو! تم دنیا کی بہترین امت بنا کر اقوام عالم کے فائدہ کے لئے قائم کئے گئے ہو۔ تمہارا یہ کام ہے کہ لوگوں کو اسلام کی نیکی کی طرف بلاؤ اور خلاف اسلام بدی سے روکو۔“

پھر اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک حصہ ہمیشہ تبلیغ اسلام کی خدمت کے لئے وقف رہنا چاہئے جو گویا اپنے آپ کو کلیۃً خدمت دین کے لئے وقف کردے چنانچہ فرماتا ہے:

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ○

یعنی ”چاہئے کہ تم میں سے ملت کا ایک حصہ تبلیغ حق کے لئے وقف رہے اس کا کام لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا اور بھلائی کی تلقین کرنا اور بدی سے روکنا ہو۔ اور بات یہ ہے کہ یہی لوگ حقیقتاً بامراد ہیں۔“

دین کے معاملہ میں جبر جائز نہیں

فریضۂ تبلیغ کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ہی قرآن شریف یہ اصول سکھاتا ہے کہ تبلیغ ہمیشہ نہایت احسن طریق پر حکمت ودانائی کے رنگ میں ہونی چاہئے تاکہ صداقت پسند مخاطب کے دل میں ضد اور دوری پیدا ہونے کی بجائے اس کے دل کی کھڑکیاں سچائی کے قبول کرنے کے لئے خود بخود کھلتی چلی جائیں۔ چنانچہ فرماتا ہے:

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ۔

یعنی ”اے خدا کے رسول اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ طریق نصیحت کے رنگ میں لوگوں کو دعوت دو۔ اور اگر کبھی بحث ومجادلہ کی صورت پیدا ہوجائے تو بحث بھی دلکش اور بہترین انداز میں کرو۔“

پھر اسی اصول کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ دین کے معاملہ میں جبر واکراہ کا طریق کسی طرح جائز نہیں اور نہ جبر وتشدد کے نتیجہ میں سچا ایمان پیدا ہوسکتا ہے۔ پس دلائل وبراہین کے ساتھ سمجھا دینے کے بعد مخاطب کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ اگر وہ چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو انکار کردے کیونکہ آزادانہ اقرار یا انکار کے بغیر کوئی شخص انعام یا سزا کا مستحق نہیں سمجھا جاسکتا۔ چنانچہ فرماتا ہے:

لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ ۔

یعنی ”دین کے معاملہ میں جبر نہیں ہوسکتا۔ ہدایت اور گمراہی کھلی کھلی چیزیں ہیں اور ہر شخص خود فیصلہ کا حق رکھتا ہے۔“

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:

فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ ۙ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا ۔

پس ”جو شخص چاہے ایمان لے آئے اور جو شخص چاہے انکار کردے۔ ہاں جو لوگ انکار کرکے ظالم بنیں گے ان کے لئے آخرت میں ضرور آگ کا عذاب مقدر ہے۔“

پھر اسی لطیف مضمون کے دوسرے پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جبر کے نتیجہ میں پیدا شدہ ایمان قطعاً کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ وہ ایمان کہلانے کا حق دار ہی نہیں کیونکہ اس صورت میں انسان کی زبان پر کچھ اور ہوتا ہے اور دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ اور انعام کا مستحق ہونا تو درکنار ایسے دورُخے منافق دوہرے عذاب کے سزاوار ٹھہرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے کفر کے جرم کے ساتھ جھوٹ اور دھوکے بازی کے جرم کا بھی اضافہ کرلیتے ہیں۔ وہ کافر ہیں کیونکہ ان کے دل میں کفر ہوتا ہے اور وہ جھوٹے اور دھوکے باز ہیں کیونکہ وہ اپنے دل کے یقین کے خلاف مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے زبان سے جھوٹے طور پر اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے:

اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ ۔

یعنی ”منافق لوگ جو زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے دل میں کفر بھرا ہوتا ہے وہ آخرت میں دوزخ کی آگ کی سب سے سخت اور سب سے نیچے کی تہہ میں رکھے جائیں گے۔“

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 792 تا 795، مطبوعہ قادیان 2006)

⁂

مرکز احمدیت قادیان میں ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات

بفضلہٖ تعالیٰ امسال سیّدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات مورخہ 24,25,26/اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوئے۔ امسال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 55واں اجتماع تھا اور مجلس انصار اللہ بھارت کا 45واں اجتماع تھا جبکہ لجنہ اماء اللہ بھارت کا 30واں اجتماع تھا۔

ان ہر سہ اجتماعات کے لئے سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی پیغامات بھی ارسال فرمائے تھے جو اجتماعات کے موقع پر پڑھ کر سُنائے گئے اور جن کی کاپیاں سامعین میں تقسیم کی گئیں۔ پیغامات کے متن اسی شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

ان ہر سہ اجتماعات میں علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اجتماعات کا افتتاح نماز تہجد سے ہوا جبکہ مزار مبارک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دُعا کا پروگرام بھی ہوا۔ ہر سہ ذیلی تنظیموں کے صدران نے پرچم کشائی کی اور دُعا سے اجتماع کا آغاز ہوا۔

مقابلہ جات میں قابل ذکر پروگرام حُسنِ قرأت، نظم خوانی اور تقاریر کے مقابلے تھے جبکہ ذہنی آزمائش کے بھی پروگرام رکھے گئے تھے۔ بالخصوص خدام کے کھیلوں کے مقابلے دلچسپ رہے جن میں رسہ کشی اور میوزیکل چیئر ناظرین کی دلچسپی کا مرکز رہے۔

امسال مجلس انصار اللہ بھارت کے اجتماع کا Theme اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا جبکہ مجلس خدام الاحمدیہ کا Theme تقویٰ، خلافت اور خدمت تھا۔ اسی طرح لجنہ نے ”ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر“ کے عنوان کے تحت اجتماع منعقد کیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے درویشان قادیان کی تاریخ کے حوالہ سے Discussion Programme کیا جس سے درویشان قادیان کی تاریخ کے کئی پہلو روشن ہوئے۔

خدام وانصار کے افتتاحی پروگرام صدران مجالس کی زیر صدارت ہوئے جبکہ اختتامی پروگرام محترم امیر صاحب مقامی و ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ لجنہ اماء اللہ بھارت کا افتتاحی پروگرام مکرمہ بُشریٰ صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت ہوا اور اختتامی پروگرام مکرمہ منصورہ الٰہ دین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت ہوا۔ لجنہ کے اجتماع میں دیگر علمی، روحانی اور ورزشی پروگراموں کے ساتھ ساتھ نمائش صنعت و دستکاری بھی تھی جس سے لجنہ نے استفادہ کیا۔

اختتامی پروگرام میں مقابلہ جات میں اوّل، دوم، سوم آنے والی مجالس وعہدیداران میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

ان اجتماعات میں ہندوستان کے قریباً تمام صوبہ جات کی نمائندگی تھی۔ قیام وطعام کا احسن انتظام رہا۔ اجتماعات کے پروگرام ”بُستان احمد“ میں منعقد ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو بابرکت فرمائے اور ان کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

⁂

Love for All
Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

حضرت باوا نانکؒ کے ماں باپ بھی ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کہتے کہ اس نے ہماری دُکانداری خراب کردی ہے اور ہمارے گھر میں یہ بچہ نکمّا پیدا ہوا ہے۔ اگر ان کے ماں باپ زندہ ہو کر آج دنیا میں آجائیں اور دیکھیں کہ وہی بچہ جسے ہم حقیر سمجھتے تھے اب لاکھوں آدمی اس پر فدا ہیں اور اُس کے نام پر جان دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور ان میں کئی کروڑ پتی موجود ہیں تو وہ حیران رہ جائیں۔ مگر لوگ بے وقوفی سے سمجھ لیا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا آدمی ہے اسے ہم نے مان کر کیا کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے ہی آدمیوں کو بھیجتا ہے جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ اس کے نام پر مر مٹنے والے لاکھوں لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ قادیان میں نہ تو پہلے ریل تھی، نہ ڈاکخانہ تھا، نہ کوئی دینی یا دُنیوی علوم کا مدرسہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کوئی دُنیوی وجاہت نہ رکھتے تھے اور بظاہر آپؑ نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ بھی معمولی تھی۔ اس لئے جب آپ نے مسیحّیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ شخص جاہل ہے۔ یہ شخص کیسے مہدی ہوسکتا ہے۔ پھر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں کیسے مامور آسکتا ہے۔ اگر مامور آنا ہی تھا تو لاہور، امرتسر یا اسی طرح کے کسی بڑے شہر میں آنا چاہئے تھا۔ غرض لوگوں نے زبردست مخالفت شروع کی اور جو لوگ آپؑ کے دعویٰ کو سن کر آپؑ کی زیارت کے لئے قادیان آنے کا ارادہ کرتے تھے اُن کو بھی روکا جاتا تھا اور اگر وہ نہ رُکتے تھے تو انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں، ان کو قسم قسم کی مصیبتوں اور دُکھوں میں مبتلا کر دیا جاتا تھا مگر ان تمام حالات کی موجودگی میں آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا“۔

یہ الہام آپؑ کو اس وقت ہوا جب آپؑ کو ایک آدمی بھی نہ مانتا تھا۔ پھر یہ الہام ہوا کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔ اس زمانہ میں مخالفت کا یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نوکر پیرا نامی جو اتنا بے وقوف تھا کہ وہ سالن میں مٹی کا تیل ملا کر پی جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو کبھی کبھی کسی کام کے لئے بٹالہ بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس کو بٹالہ بھیجا گیا تو وہاں اس کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ملے جو اہلِ حدیث کے لیڈر مانے جاتے تھے اور بڑے بھاری مولوی سمجھے جاتے تھے۔ ان کا کام ہی یہی تھا کہ وہ ہر اُس شخص کو جو بٹالہ سے قادیان آنے والا ہوتا تھا ملتے اور کہتے تھے کہ اس شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دُکان بنائی ہوئی ہے اور جھوٹا ہے تم قادیان جاکر کیا کرو گے مگر اِس کے باوجود لوگ قادیان آجاتے تھے اور مولوی صاحب کے روکنے سے نہ رُکتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب کو اور تو کوئی آدمی نہ ملا پیرا ہی مل گیا اس کے پاس جاکر وہ کہنے لگے کہ پیرے! تمہیں اس شخص کے پاس نہیں رہنا چاہئے تو کیوں اپنا ایمان خراب کرتا ہے۔ وہ بے چارہ ان کی اس قسم کی باتیں تو نہ سمجھ سکا لیکن اس نے اتنا ضرور سمجھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب مولوی صاحب ساری بات کر چکے تو وہ کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو بالکل جاہل ہوں اور اِس قسم کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب بُرے ہیں مگر ایک بات تو مجھے بھی نظر آتی ہے کہ آپ ہر روز بٹالہ میں چکر لگا لگا کر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ کوئی شخص قادیان نہ جایا کرے اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آدمیوں کو بھی روکتے ہیں اور ورغلاتے رہتے ہیں مگر مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا اُن کے ساتھ ہے آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ آپ کی ساری کوششوں کے باوجود لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پیدل چل کر قادیان پہنچ جاتے ہیں مگر آپ کے پاس کبھی کوئی نہیں آیا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بندے شروع میں چھوٹے ہی نظر آیا کرتے ہیں اور دنیا کے ظاہر بین لوگ انہیں حقیر سمجھتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھا گیا۔ مگر آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے اور کجا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری جلسہ سالانہ پر سات سَو آدمی آئے تھے اور کجا یہ کہ جمعہ کے دن مسجد اقصیٰ میں چار ہزار سے بھی زیادہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ آپؑ کے زمانہ میں ہندوستان کی ساری قوموں نے آپؑ کے خلاف شور مچایا اور شدید مخالفت کی مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود ہندوستان میں بھی ہمارے سلسلہ نے ترقی کی اور بیرونی ممالک میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہوئیں چنانچہ آج ہمارے مشن دنیا کے تمام ممالک میں اپنا کام کررہے ہیں۔ انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، چین، جاپان، جاوا، سماٹرا اور یورپ کے تمام ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور تبلیغ کا کام جاری ہے۔ افریقہ کے حبشی تعلیم پا رہے ہیں امریکہ اور یورپ کے شرک کرنے والے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ ایک نیا ایمان پیدا کر دیا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں۔

ہماری جماعت کے ایک معزز شخص صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے وہ حج کے لئے گھر سے نکلے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت سُن کر قادیان آگئے اور بیعت کرلی۔ بیعت کے بعد واپس گھر گئے تو افغانستان کے بادشاہ نے اُن کو سنگساری کی سزا دی صرف اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکے تھے لوگوں نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ اپنے عقیدہ کو بدل لیں مگر وہ نہ مانے کیونکہ ان پر صداقت کھل چکی تھی۔ آخر بادشاہ نے اُن کو زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا اور نہایت بے رحمی سے شہید کیا مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی۔ سنگساری سے پہلے ایک وزیر اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں بے شک وہی عقائد رکھو مگر صرف زبان سے ہی انکار کر دو مگر انہوں نے فرمایا میں جھوٹ نہیں بول سکتا پس اُن کو شہید کر دیا گیا مگر ان کے شہید ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی افغانستان میں ہیضہ پھوٹا اور ہزاروں لوگ مر گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب لوگوں نے مقابلہ کیا تو آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ ملک میں سخت طاعون پھوٹے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس کا لقمہ بن گئے۔ مگر اس طاعون کے وقت بھی باوجودیکہ طاعون کا پھوٹنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تائید میں تھا۔ آپؑ نے مجسم رحم بن کر خدا کے حضور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے نہایت گڑگڑا کر دعائیں کیں اور اِس قدر گریہ وزاری کی کہ مولوی عبدالکریم صاحب جو مسجد مبارک کے اوپر کے حصہ میں رہتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی اور وہ آواز اتنی دردناک تھی جیسے کوئی عورت دردِ زہ کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رو کر خدا کے حضور میں دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! اگر تیرے سارے بندے مر گئے تو مجھ پر ایمان کون لائے گا۔ یہ چیز بھی آپؑ کی صداقت کے لئے نہایت زبردست دلیل ہے۔ یہ آپؑ ہی کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے طاعون بھیجی اور آپؑ کے دل میں ہی رحم آگیا اور دعائیں کرنا شروع کر دیں۔

(خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 510 تا 514)

(تذکار مہدی صفحہ 130 تا 133، ایڈیشن 2020، یوکے)

* * *

آج کے مسلمان اور علماء سوء

(نصر الحق نصر نیپالی معلم وقف جدید ارشاد)

اگر ہیں جہاں میں مسلمان ایسے
تو پھر ہونگے ابلیس و شیطان کیسے
جہالت کے پردے میں انسان کیسے
چھپاتا ہے خود کو یہ نادان کیسے
بنے ہیں نتائج سے انجان کیسے

یہ علمائے سوء جو ہیں پھیلے زمیں پر
فلک کے تلے ہیں سبھی سے یہ بدتر
ہیں فطرت سے مجبور کم بخت مارے
کبھی ہیں یہ سور کبھی ہیں یہ بندر
خدا دیکھنا دیگا تاوان کیسے

یہ کلمہ مٹا کر ہنسی ڈھونڈھتے ہیں
یہ مسجد گرا کر خوشی ڈھونڈھتے ہیں
یہ چھلنی کرے دل ہمارے مسلسل
ہمیں مار کر زندگی ڈھونڈھتے ہیں
پھر اس پر بھی اترائے بیمان کیسے

یہ ایمان والوں کو کافر بنائے
یہ قرآن والوں کو سولی چڑھائے
خلافت کے شیدائیوں کو دبائے
اذانوں نمازوں پے پہرے بٹھائے
کہاں سے یہ لاتے ہیں فرمان ایسے

پلٹتے ہیں ایام بھی یاد رکھنا
ستم کے صبح شام بھی یاد رکھنا
حکومت کے دم پر غدر کرنے والو
مخالف کے انجام بھی یاد رکھنا
کہ ہوتا ہے مولا مہربان کیسے
اگر ہیں جہاں میں مسلمان ایسے

* * *

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی
نیشنل مجلس عاملہ وصدرانِ جماعت احمدیہ فرانس سے آن لائن ملاقات

دین کی خدمت کے لئے جو کام آپ کے سُپرد کئے گئے ہیں ان کو عہدہ نہ سمجھیں بلکہ خدمت سمجھیں ● تربیت کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہر کوئی اللہ سے تعلق قائم کرے جس کا آغاز عبادت اور نماز کی پابندی سے ہونا چاہئے ● مالی قربانی اور چندہ جات کی ادائیگی کے وقت سچائی سے کام لینا ضروری ہے

● کسی بھی سیاسی پارٹی میں شامل ہونے کے بارے میں راہنمائی ● اخبارات میں لکھنے کے متعلق راہنمائی

● اپنے اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ کو فروغ دینے کی کوشش کریں ● پاکستان میں جماعت کی مخالفت کے متعلق سوال اور حقیقت افروز جواب اور راہنمائی

مؤرخہ 13/اکتوبر 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلسِ عاملہ جماعت احمدیہ وصدران جماعت احمدیہ فرانس کی آن لائن ملاقات منعقد ہوئی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کی صدارت اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے فرمائی جبکہ ممبران مجلس عاملہ و صدران جماعت کو مسجد مبارک (پیرس، فرانس) سے آن لائن شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

ملاقات کا آغاز حضور انور نے دعا سے فرمایا جس کے بعد حضور نے ان کے ساتھ گفتگو کی اور ان کے شعبہ جات کے حوالے سے انہیں ہدایات عطا فرمائیں۔

سب سے پہلے حضورِ انور نے فرانس میں تجنید کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ روز لجنہ اماء اللہ فرانس نے انہیں اطلاع دی تھی کہ ان کی بعض ممبرات جماعت کے ساتھ رابطہ میں نہیں ہیں۔ امیر صاحب فرانس نے حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا کہ تجنید کو اَپ ڈیٹ کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی جماعت کا تربیت کا شعبہ، مربیان، لجنہ، خدام، اور انصار کو مل کر کام کرنا چاہیے تا کہ ان لوگوں سے دوبارہ رابطہ قائم کیا جا سکے جو رابطہ میں نہیں ہیں۔ اور جن لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اب احمدی نہیں ہیں، یا کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی بیعت کی تھی لیکن اب چھوڑ چکے ہیں ان کے بارے میں واضح ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے نام تجنید کی فہرست میں شامل کر لیں جبکہ آپ نے ان سے مہینوں یا سالوں تک رابطہ نہیں کیا ہوا۔ لہٰذا، ایک منصوبہ بنائیں اور سب کو شامل کر کے ایک باقاعدہ پروگرام تشکیل دیں تا کہ جو لوگ رابطہ میں نہیں ہیں اور انہوں نے واقعی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جماعت کا حصہ نہیں رہنا چاہتے تو انہیں باقاعدہ الگ کیا جائے تا کہ آپ کی تجنید اس کی عکاسی کرے اور آپ کی منصوبہ بندی بھی اس کے مطابق ہو۔

حضور انور نے شاملینِ ملاقات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جماعت فرانس سے ظاہر ہے اور آپ کے چہروں سے لگتا ہے کہ آپ میں بہت اخلاص و وفا ہے اور نیک نیتی سے کام کرنے والے ہیں لیکن دلوں کے حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس لیے کوشش کریں کہ پہلے عاملہ کے ممبران سب سے بڑھ کے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں، اپنی عبادتوں کے معیار کو بڑھائیں اور اپنے دینی علم کے معیار کو بڑھائیں۔ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی طرف توجہ دیں۔ جماعت سے وفا اور اخلاص کے تعلق کو بڑھائیں اور بجائے ذاتی اناؤں کے نیک نیتی سے جماعتی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے پوری کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ آپ لوگ عہد کرتے ہیں کہ ہم جماعت کے وفادار رہیں گے، خلافت سے وفاداری کریں گے تبھی ان پر پورا اتر سکتے ہیں جب آپ خالصۃً للہ ہر بات کرنے والے ہوں گے اس کے بغیر صرف باتیں ہیں۔ ہر ایک انسان میں غلطیاں ہوتی ہیں، کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ان سے کوئی خالی نہیں ہے لیکن اپنی اصلاح کی طرف کوشش کرنی چاہیے اور عاجزی دکھانی چاہیے۔ اپنے آپ کو عاجز انسان سمجھنا چاہیے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمیں تعلیم ہے اور یہی عاجزی اور انکساری کا فعل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا جو اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ ”تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں“۔ وہ تبھی پسند آئیں گی کہ جب عاجزی ہو، انکساری ہو اور خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اللہ کی خاطر ہر کام ہو۔ عاملہ کے ہر ممبر کو اپنے ذہن اور دماغ میں یہ بات رکھنی چاہیے اور جب یہ ہوگا تبھی آپ لوگوں کے سپرد جو خدمات کی گئی ہیں ان کا حق ادا کرنے والے بنیں گے اور تبھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔ پس اس کے لیے بھرپور کوشش کریں۔ دین کی خدمت کے لیے جو آپ کو کام سپرد کیے جاتے ہیں ان کو کوئی عہدہ نہ سمجھیں بلکہ خدمت سمجھیں۔ ایک فضل الٰہی سمجھیں اور فضل الٰہی سمجھتے ہوئے عاجزی کے ساتھ انکساری کے ساتھ ان کو انجام دینے کی کوشش کریں۔ یہ چیزیں اگر آپ میں پیدا ہو جائیں گی تو پھر سمجھیں آپ کامیاب ہیں۔

اس کے بعد حضور انور سیکرٹری تربیت سے مخاطب ہوئے اور تربیت کے شعبے کے متعلق راہنمائی فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ تربیت کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرے، جس کا آغاز عبادت اور نماز کی پابندی سے ہونا چاہیے۔ عاملہ کے ارکان خود پانچ وقت کی نماز کے پابند ہوں۔ جو لوگ مساجد یا نماز کے مراکز کے قریب رہتے ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ نماز باجماعت میں شرکت کرنی چاہیے۔

تربیت کا آغاز اپنے گھروں سے ہونا چاہیے، اپنے خاندان کو باقاعدہ نمازوں اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف راغب کریں۔ گھر میں اچھی تربیت کا ماحول بنائیں گے تو اس کے مثبت اثرات خود بخود باقی جماعت تک پہنچیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ محض ماہانہ سرکلر بھیجنا کافی نہیں ہے۔ مبلغین اور امیر صاحب کے ساتھ مل کر ایک باقاعدہ اور واضح تربیت کا منصوبہ تیار کریں جس میں اللہ کا خوف رکھتے ہوئے ذمہ داریوں کی تکمیل اور اصلاح پر زور دیا جائے۔

دورانِ ملاقات حضورِ انور نے سچ بولنے کی اہمیت کو اجاگر فرمایا اور سیکرٹری صاحب مال سے مالی قربانی اور چندہ جات کی ادائیگی کے وقت سچائی سے کام لینے کی اہمیت کے حوالے سے بات کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں کو یہ احساس دلائیں کہ تم کوئی اللہ تعالیٰ پہ احسان نہیں کر رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا تم پہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اتنی آمد دی ہے اور اس کے مطابق تمہیں شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ بھی کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم نصیحت کرنے اور بار بار نصیحت کرنے کا ہے اس لیے توجہ دلاتے رہیں۔ یہ نہیں کہ جب پیسہ آ جائے تو پھر انسان دنیا کی طرف زیادہ راغب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کو بھول جائے۔ یہ دیکھیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دینا ہے۔ اس لیے پہلی بات تو یہ ہے کہ لازمی چندہ جات کو پہلے ادا کرنا چاہیے، اس کے بعد اگر زائد رقم دینی ہے تو وہ اس کے علاوہ ہے لیکن یہ نہیں ہے کہ لازمی چندہ جات کا صحیح طرح سے اظہار نہ کیا جائے، اپنی آمد کے مطابق نہ دیا جائے اور دوسری جگہوں پہ جہاں زیادہ پروجیکشن کا امکان ہو، واہ واہ ہوتی ہو، لوگ کہیں ہاں بڑا خرچ کر دیا، اس نے مسجد میں دے دیا، اس نے فلاں جگہ دے دیا یا فلاں ہم نے تحریک کی تھی اس کے لیے دے دیا تو وہ چیزیں غلط ہیں۔ پہلے لازمی چندہ جات ہیں، اگر چندہ عام دینا ہے تو چندہ عام دیں، وصیت ہے تو وصیت بھی مکمل شرح اور آمد کے حساب سے دیں۔ پھر تحریک جدید، وقف جدید دیں۔ اس کے علاوہ اگر کسی کے پاس زائد رقم ہے اور وہ دینا چاہتا ہے تو پھر وہ باقی پراجیکٹس کے لیے بھی دے۔ مسجدیں بنانا اور جماعتی دوسرے کام کرنا بھی مقامی جماعت کا ہی کام ہے۔ دنیا میں ہر جگہ مقامی اور نیشنل جماعتیں ہی کرتی ہیں تو اس کے لیے بھی قربانی کر کے نکالنا چاہیے۔

چندہ کیا ہے؟ چندہ ایک قربانی ہے۔ اگر قربانی کی روح کے ساتھ دیں گے تو فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رضا تبھی حاصل کر سکیں گے، نہیں تو صرف دکھاوا ہے اور دکھاوے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لیے مسلسل توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ مرکزی سیکرٹری مال کو بھی اور مقامی سیکرٹری مال کو بھی توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور اسی طرح سیکرٹری تربیت کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دلاتا رہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرنے ہیں نہ کہ بندوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یا اپنی پروجیکشن کے لیے۔ پس یہ سوچ رکھیں گے تو انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

ایک عاملہ ممبر نے فرانس میں کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہونے کی اجازت کے بارے میں پوچھا کہ کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہونے کا موقع مل رہا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر کسی کو سیاست سے دلچسپی ہے اور سیاسی پارٹی میں شامل ہوتا ہے اور وہ پارٹی انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے کھڑی ہوئی ہے تو وہاں ضرور شامل ہونا چاہیے۔ لیکن اگر وہ نفرتیں، اختلافات اور فساد پیدا کرتی ہے تو پھر ایسی کسی پارٹی میں شامل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ ہر احمدی کو ہر اس پارٹی میں شامل ہونے کی اجازت ہے اور ہو سکتا ہے جہاں سے انسانیت کی خدمت ہوتی ہو۔ پس انسانیت کی خدمت کے جذبہ سے اگر شامل ہو سکتے ہیں تو ہوں ضرور ہوں۔ کوئی ہرج نہیں۔

ایک ممبر نے حال ہی میں فرانس کے صدر کے بیان کا ذکر کیا کہ جس میں انہوں نے غزہ میں جنگ بندی کے قیام کے لیے ہتھیاروں کی سپلائی روکنے کی بات کی تھی، جس پر بعض اداروں اور سیاست دانوں کی جانب سے تنقید کی گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ احمدی اس پس منظر میں صدر کے موقف کی کس طرح حمایت کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وہ ملک کے صدر ہیں، اور آپ اس ملک کے شہری ہیں۔ لوگ ان کے خلاف باتیں کر رہے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ غلط ہے۔ لیکن اگر انہوں نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے ایک سنجیدہ بات کی ہے تو ہمیں ان کی باتیں قبول

کرنی چاہئیں، سننا چاہیے، سمجھنا چاہیے، اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضور انور نے جاری تنازع کے نتائج پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ اب تک، ہم نے دیکھا ہے کہ ہتھیاروں کی سپلائی سے جنگ میں اضافہ ہوا ہے، ظلم بڑھا ہے، فلسطینیوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور اب جنگ کے بہانے لبنان پر بھی حملے ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جو اچھا لکھ سکتے ہیں کہ وہ اخباروں میں لکھ کر اپنی حمایت کا اظہار کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں امن قائم کرنا چاہیے، اور امن کو برقرار رکھتے ہوئے ہی ہم ترقی کر سکتے ہیں اور دنیا بھی ترقی کر سکتی ہے ورنہ ہم خود کو اور دنیا کو تباہ کر دیں گے۔

قیامِ امن کی سنجیدہ کوششوں کی حمایت کریں اور اس کا اظہار کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ اگر انہوں نے سنجیدہ بات کی ہے، تو اس سنجیدہ بات کی حمایت کریں۔ اس میں سوال کرنے کی کیا بات ہے؟ میں نے یہ بات کئی بار کہی ہے، ہر خطبے میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

ایک ممبر نے سوال کیا کہ حضور اُن احمدیوں کو کیا ہدایت فرمائیں گے جو تجارت کرتے ہیں مگر ساتھ ہی جماعت کو بھی وقت دینا چاہتے ہیں لیکن اپنی تجارت کی کامیابی کی فکر میں زیادہ مشغول رہتے ہیں؟

اس پر حضور نے فرمایا کہ ظاہر ہے جو کاروبار کر رہے ہیں وہ پیسے کمانے کے لیے کاروبار کر رہے ہیں، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ دیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اگر ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، جماعت کی محبت ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا احساس ہے تو اپنے کاروبار کے دوران وہ دین کے لیے وقت نکالیں گے۔ نمازوں کے لیے ان کو وقت نکالنا چاہیے، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہیے، خدمت خلق کے لیے ان کو توجہ دینی چاہیے، اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں، آپ لوگ بھی تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ کئی صحابہؓ ملین ایئر تھے لیکن وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ جہاں ضرورت پڑی دین کے لیے وہ اپنا مال جان ہر چیز پیش کرنے والے تھے۔ اسی طرح ہمارے بزنس مین جو ہیں ان کو بھی چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں برکت بخشی ہے اور ان کو کشائش عطا فرمائی ہے تو جہاں اس پیسے سے وہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندانوں کو فائدہ پہنچائیں وہاں جماعت کو بھی فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں اور غریبوں کے لیے بھی کام کریں اور رقم کو استعمال کریں اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حقوق العباد بھی ادا کرو۔ چیریٹی آرگنائزیشن ہے یا جماعت میں خدمت کے بعض پراجیکٹ ہیں ان کے لیے دینا چاہیے۔ یہ تو احساس دلانے والی بات ہے جو کمانے والے ہیں وہ جہاں اپنی کمائی کی طرف توجہ دیں وہاں اس کمائی کو جماعت کے لیے بھی استعمال کریں اور ساتھ ہی اگر ان کو کہیں جماعت کی خدمت کا موقع ملتا ہے وقت دینے کی ضرورت ہے وہ دیں۔ آپ عہد کرتے ہیں میں جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کروں گا تو مال اور وقت تو قربان کرنے کا جب عہد کرتے ہیں تو پھر اس کو پورا بھی کریں چاہے وہ جماعتی بزنس مین ہے یا جماعتی ملازم ہے یا جماعتی عام آدمی ہے یا عام دکاندار ہے تجارت ہے یا مزدور پیشہ آدمی ہے سب کو چاہیے کہ پھر ان کی جو بھی صلاحیتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے طاقتیں عطا فرمائی ہیں اس کے مطابق وہ عمل کریں۔

اسی دوست نے حضور انور سے ایک ضمنی سوال میں پوچھا کہ نوجوان خدام کو جماعت کے ایسے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کے لیے جو تعلیمی قابلیت اور کاروباری صلاحیتوں کو فروغ دینے کے متعلق ہوتے ہیں کس طرح توجہ دلائی جاسکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سینئر عہدیداروں کو اچھے نمونے دکھانے چاہئیں۔ جب سینئر عہدیدار اچھے نمونے قائم کرتے ہیں، اور خدام الاحمدیہ کے صدر، ساتھ میں قائدین اور مہتممین اپنے نمونوں کے ذریعے خدام کو قریب لاتے ہیں، تو خدام خود بخود قریب آئیں گے۔ اگر عہدیدار سختی کریں گے اور نوجوانوں کے ساتھ محبت سے پیش نہیں آئیں گے تو وہ خود کو دور کر لیں گے۔

اس دور میں جہاں لوگ دنیاوی معاملات میں مشغول ہیں، یہ ضروری ہے کہ انصار، خدام، اور جماعت کے درمیان ہم آہنگی ہو اور منصوبہ بندی کی جائے تاکہ جماعت کی سرگرمیوں میں دلچسپی پیدا کی جا سکے اور وہ جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں۔ خدام کو خود بھی سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک زرخیز ذہن دیا ہے۔ جب وہ جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں گے، تو ان کے ایمان اور اللہ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوششیں کی جانی چاہئیں۔ اس مقصد کے لیے دعا کرنا سب سے اہم ہے۔ اپنے اعلیٰ نمونے قائم کر کے، محبت اور شفقت کے ساتھ سمجھا کر، اور نوجوانوں کے لیے دعا کر کے ایک مثبت اور نیک اثر قائم کیا جا سکتا ہے۔

حاضرین میں سے ایک دوست نے تبلیغ کے حوالے سے حضور انور سے راہنمائی طلب کی۔

حضور انور نے فرمایا: تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو تمہاری تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے اس کو لوگوں کو بتاؤ اور پھیلاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا تھا کہ تبلیغ کرو اور اس کے پھل لگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ آجکل تو لوگ خاص طور پر فرانس میں اور ان مغربی ممالک میں عام طور پر دین سے دور ہٹ گئے ہیں، ان کو مذہب سے دلچسپی کوئی نہیں رہی۔ پہلے تو یہ تلاش کرنے پڑیں گے کہ کون لوگ ہیں جو مذہب میں دلچسپی لینے والے ہیں۔ جو لوگ مذہب میں دلچسپی لینے والے ہیں ان سے تعلقات پیدا کریں۔ ان کو نہ صرف تبلیغ کریں بلکہ اپنے نمونے دکھائیں اور دوستی کریں۔ پھر آہستہ آہستہ کوئی سوال جواب کریں، خدا کے وجود کا ان کو بتائیں، خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا ان کو بتائیں۔ ان کو یہ بتائیں کہ جماعت احمدیہ کی تعلیم، صحیح اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اس طرح ایک انفرادی طور پر تبلیغ کریں۔ دوسرے یہ ہے کہ جو شرفاء ہیں ان کو بلا کے میٹنگز کریں، ان کے لیے کوئی چھوٹا سا فنکشن کریں اور ان کو چائے وغیرہ پلائیں۔ ان کو کہیں کہ اسلام کے بارے میں سوال کرو۔ اسلام کے بارے میں وہ سوال کریں تو ان کو جواب دیں لیکن اپنے نمونے آپ کے صحیح ہوں گے اور دعا کی طرف توجہ ہوگی تبھی اس کا اثر بھی ہوگا۔ اگر آپ کا نمونہ کچھ اور ہو اور تبلیغ آپ نیکی کی کر رہے ہوں تو کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کو پتا لگ جائے گا کہ آپ کیا ہیں اور اس پر اثر نہیں ہوگا۔ اسی طرح میٹنگز بھی ہونی چاہئیں اور پھر مسلسل اس طرف توجہ رہنی چاہیے۔ اسی طرح لٹریچر ہے، وہ بھی تقسیم کرنا ہے۔ ان لوگوں کو دیں جن کو دین کے ساتھ کوئی دلچسپی ہے۔ اس کے لیے بڑی محنت کی ضرورت ہے۔ ہر سطح پر لجنہ، خدام، انصار اور جماعت مل کے پروگرام بنائیں اور اپنے اپنے حلقۂ احباب میں تبلیغ کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔ اگر صرف عموماً امن کے بارے میں آپ پمفلٹس ایک دوسرے کو دے دیں گے تو پمفلٹ تو آپ دے دیں گے لیکن اسلام کے بارے میں نفرت اتنی پھیل گئی ہے کہ اگر آپ صرف یہی پیغام دیں کہ اسلام کہتا ہے امن قائم کرو تو وہ کہتے ہیں تم کون سا امن قائم کر رہے ہو۔ اس کا اثر نہیں ہوگا۔ یہ حالات دیکھ کے آپ کو ایسا پلان کرنا پڑے گا کہ کس طرح ہم موجودہ حالات میں تبلیغ کر سکتے ہیں؟ کیا مشکلات ہیں؟ کیا دقتیں ہیں؟ لوگوں کے کیا اعتراضات ہیں وہ سامنے رکھیں پھر اس کے مطابق لٹریچر اور اپنے تبلیغی پلان بنائیں تب اثر ہوتا ہے۔ حالات کے مطابق ہر جگہ مختلف ذریعے ہیں تبلیغ کرنے کے تو آپ کے حالات جو ملک کے ہیں جہاں دنیا داری زیادہ ہے اور دین کی طرف رغبت کم ہے وہاں دیکھنا پڑے گا آپ کو کہ کس طرح ہم لوگوں کو دین کے قریب لا سکتے ہیں۔ اس کے لیے ساری ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام مل بیٹھ کے سوچیں گے اور سر جوڑیں گے تب آپ ایک جامع پروگرام بنا سکتے ہیں جس کا اثر ہوگا۔

آخر میں ایک سوال کیا گیا کہ ایک ملاقات میں پاکستان میں جماعت کی مخالفت کے حوالے سے سوال ہوا تھا جس پر حضور نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ یورپی ممالک میں بھی اس قدر مخالفت ہوگی کہ لوگ پاکستان کی مخالفت بھول جائیں گے۔ حضور! اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ مخالفت جماعت احمدیہ کی ترقی کو دیکھتے ہوئے کی جائے گی یا پھر اس لیے ہوگی کہ حضور انور ہر فورم پر اسلام کا زبردست دفاع کرتے ہیں اور بڑی طاقتوں کو چھوٹے ممالک کے ساتھ انصاف اور برابری کے حقوق کی بات کرتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ساری باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ جماعت کی ترقی ہوگی تو ظاہر ہے اس پر مخالفت بھی ہوگی پھر جب آپ ان لوگوں کے جو عمل ہیں اور ان کی کرتوتیں ہیں اس کے خلاف بات کریں گے تو اس سے بھی مخالفت ہوگی۔ تو یہ ساری باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ جب لوگ یہ دیکھیں گے لوگوں کا رجحان خدا تعالیٰ کی طرف پیدا ہو رہا ہے تو پھر ایک شیطانی طاقت اس وقت بھی اٹھے گی۔ شیطان کے چیلے جو ہیں ان کو یہ تو برداشت نہیں ہے کہ کسی طرح اللہ کا نام بلند ہو یا اسلام کی تعلیم دنیا میں پھیلے۔ شیطان نے تو پہلے دن سے ہی یہ وعدہ کر دیا تھا کہ میں لوگوں کو بھڑکاؤں گا۔ تو اس کے لیے وہ تو اپنی کوششیں جاری رکھے گا۔ باقی مسلمانوں کے عمومی عمل ہیں وہی اگر بہتر ہو جائیں ان کو دیکھ کے مخالفت ہوگی۔ لیکن جماعت احمدیہ جب پھیلے گی اور صحیح اسلام کا نمونہ قائم ہو جائے گا تب مخالفت اَور زیادہ بڑھتی چلی جائے گی۔ جب ان کو فکر پیدا ہوگی، دجالی طاقتوں کو فکر پیدا ہوگی کہ ہمارا جو ایجنڈا تھا خدا تعالیٰ کو بھلانے کا اور دہریت کو قائم کرنے کا وہ ختم ہو رہا ہے اور مسلمان دوبارہ کہیں نفسیاتی طور پر ہمارے ذہنوں پر غالب نہ آ جائیں یا عملی طور پر ہمارے ذہنوں پر غالب نہ آ جائیں یا ہماری قوم کے لوگ ان میں شامل نہ ہونے لگ جائیں تو اس وقت پھر وہ زور لگائیں گے اور وہ مخالفت کریں گے۔ اس وقت ایک تو اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنا ہوگا اس کے لیے پلان کرنا ہوگا دوسرے جو نئے احمدی ہوئے ہیں، مسلمان ہوئے ہیں ان کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لیے پلان کرنا پڑے گا۔ دس سال یا بیس سال یا پچاس سال بعد یہ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ہوگا ضرور۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب جماعت کی ترقی ہوگی چاہے وہ بیس فیصد ہوگی مسلمانوں کی طرف شامل ہونے لگ جائیں، احمدیت کی طرف راغب ہونے لگ جائیں تو مخالفت بڑھنی شروع ہو جائے گی اس لیے کوشش یہ کرنی چاہیے کہ پہلے سے ہی منصوبہ بندی ہو کہ جب ایسے حالات ہوں تو ہم نے کیا پروگرام بنانے ہیں کس قسم کی مخالفتوں کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن اس کے لیے سب سے بڑی بات یہی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو، خود اپنے عملی نمونے قائم ہوں۔ ہمارے نمونے ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوگا، دعاؤں کی طرف ہماری توجہ ہوگی تبھی ہم اس کا رد بھی کر سکتے ہیں۔ تو یہ دونوں صورتوں میں ہوگا، جماعت کے پھیلنے کی وجہ سے بھی ہوگا اور عمومی طور پر بھی مسلمان دنیا جو ہے ان کے عمل بھی ایسے ہیں جس کی وجہ سے مخالفت بڑھ رہی ہے اس میں پھر جماعت بھی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ آجکل تو یہی ہو رہا ہے کہ دنیا میں جو مسلمانوں کے عمل ہیں وہ ایسے ہیں کہ کہنے کو تو کچھ ہے لیکن کہتے یہی ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کا نام لیتے ہیں اور پھر غلط کام کرتے ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ ایک یہ مخالفت کا ذریعہ جواب فوری طور پر شروع ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے عمل دیکھ کے جماعت کے بھی خلاف لوگ عمل کریں اور ہمیں ان کا بعض جگہوں پہ سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہماری مخالفت ہوتی ہے اس لیے کہتے تو لوگ یہی ہیں کہ مسلمان ہو، پھر ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں لیکن ہم مسلمان وہ ہیں

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر مسلمانوں کے دل فتح مکّہ کے دن ایمان سے اتنے پُر ہو رہے تھے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان پر ان کا یقین اِس طرح بڑھ رہا تھا کہ آپؐ نے جب زمزم کے چشمہ سے پانی پینے کیلئے منگوایا اور اس میں سے کچھ پانی پی کے باقی پانی سے وضو فرمایا تو آپؐ کے جسم میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہیں گر سکا۔ مسلمان فوراً اس کو اچک لے جاتے اور تبرک کے طور پر اپنے جسم پر مل لیتے تھے اور مشرک کہہ رہے تھے ہم نے کوئی بادشاہ دنیا میں ایسا نہیں دیکھا جس کے ساتھ اس کے لوگوں کو اتنی محبت ہو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 04/جولائی 2025 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: رسول کریم ﷺ کے صحابہ آپؐ سے کس طرح کی محبت کیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر مسلمانوں کے دل فتح مکّہ کے دن ایمان سے اتنے پُر ہو رہے تھے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان پر ان کا یقین اِس طرح بڑھ رہا تھا کہ رسول کریم ﷺ نے جب زمزم کے چشمہ سے (جو اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ کے لیے خدا تعالیٰ نے بطور نشان پھاڑا تھا) پانی پینے کے لیے منگوایا اور اس میں سے کچھ پانی پی کے باقی پانی سے آپؐ نے وضو فرمایا تو آپؐ کے جسم میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہیں گر سکا۔ مسلمان فوراً اس کو اچک لے جاتے اور تبرک کے طور پر اپنے جسم پر مل لیتے تھے اور مشرک کہہ رہے تھے ہم نے کوئی بادشاہ دنیا میں ایسا نہیں دیکھا جس کے ساتھ اس کے لوگوں کو اتنی محبت ہو۔

سوال: فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فتح مکّہ کے روز آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ کہ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

سوال: فتح مکّہ کے روز جب آنحضرت ﷺ جس بت کے پاس سے گزرتے تو کیا فرماتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فتح مکّہ کے روز آپ ﷺ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ جب بھی آپؐ کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اس کے ساتھ بت کی آنکھ میں مارتے اور فرماتے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

سوال: جو علوّ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ کس رنگ میں ہوتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: یہ علوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علوّ استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو! ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب مکّہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح پر اُن مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکّہ میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا۔

سوال: فتح مکّہ کے روز آپؐ کا قیام کہاں ہوا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فتح مکہ کے روز آپؐ نے خَیف بنی کِنانہ میں قیام فرمایا؟

سوال: فتح مکّہ کے روز آپؐ نے کہاں قیام فرمایا اس تعلق سے حضرت مصلح موعودؓ نے کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ کی کتب سے لے کر بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکّہ میں داخل ہوئے آپ سے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ اپنے گھر میں ٹھہریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا عقیل نے (یہ آپ کے چچازاد بھائی تھے) ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا بھی ہے؟ یعنی میری ہجرت کے بعد میرے رشتہ داروں نے میری ساری جائیداد بیچ باچ کر کھالی ہے۔ اب مکّہ میں میرے لیے کوئی ٹھکانا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ہم خَیف بنی کِنانہ میں ٹھہریں گے۔

سوال: جب رسول اللہ ﷺ نے مکّہ کے بالائی حصہ میں پڑاؤ فرمایا تو کس کے سسرالی رشتہ دار بھاگ کر اس کے پاس چلے گئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ام ہانی بنت ابی طالبؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکّہ کے بالائی حصہ میں پڑاؤ فرمایا تو بنو مَخزُوم میں سے میرے دو سسرالی رشتہ دار بھاگ کر میرے پاس آ گئے۔

سوال: اگر کسی دن تہجد نہ پڑھ سکو تو کیا کرو؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اگر تم کسی دن تہجد نہ پڑھ سکو تو اشراق ہی پڑھ لو۔

سوال: جب رسول کریم ﷺ فتح مکہ داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے اردگرد کتنے اونٹ تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فتح مکّہ کے روز آپ ﷺ مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے جنہیں سیسے کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ ہُبَل سب سے بڑا بت تھا۔ یہ خانہ کعبہ کے سامنے تھا۔ اِسَاف اور نائلہ اس جگہ تھے جہاں لوگ اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ آپ نے کمان کو کنارے سے پکڑا۔

سوال: جسم کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حدیث میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کُل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکّہ کے دن فرمایا: اب ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو تم جہاد کے لیے نکلو اور اس شہر مکّہ کو اللہ نے حَرم قرار دیا ہے اس دن سے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ تو یہ روز قیامت تک اللہ کی حرمت سے حرم ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں جنگ جائز نہیں ہوئی اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی کے لیے ہی جائز ہوئی ہے۔ تو یہ شہر قیامت کے روز تک اللہ تعالیٰ کی حرمت سے حرم ہے۔ اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور اس کا شکاری جانور نہ بدکایا جائے یعنی اس کو ڈرایا نہ جائے۔ کوئی اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہی جو اسے شناخت کرائے اور اس کا گھاس نہ کاٹا جائے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! اِذخر کو مستثنیٰ کریں۔ اِذخر بھی گھاس کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ یہ ان کے کاریگروں کے کام آتی ہے اور وہ ان کے گھروں کے لیے درکار ہے۔ فرمایا سوائے اِذخر کے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اِذخر کو کاٹ سکتے ہو اپنے مقاصد کیلئے۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ اہل مکّہ کو معاف کرنے کے حوالے سے کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ اہل مکّہ کو معاف کرنے کے حوالے سے واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ’’جب آپ ان باتوں سے فارغ ہوئے اور مکّہ والے آپ کی خدمت میں حاضر کیے گئے تو آپ نے فرمایا اے مکّہ کے لوگو! تم نے دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ کے نشانات کس طرح لفظ بلفظ پورے ہوئے ہیں۔ اب بتاؤ کہ تمہارے ان ظلموں اور ان شرارتوں کا کیا بدلہ دیا جائے جو تم نے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے غریب بندوں پر کیے تھے؟ مکّہ کے لوگوں نے کہا ہم آپ سے اسی سلوک کی امید رکھتے ہیں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ یہ خدا کی قدرت تھی کہ مکّہ والوں کے منہ سے وہی الفاظ نکلے جن کی پیشگوئی خدا تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں پہلے سے کر رکھی تھی اور فتح مکّہ سے دس سال پہلے بتا دیا تھا کہ تُو مکّہ والوں سے ویسا ہی سلوک کرے گا جیسا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ پس جب مکّہ والوں کے منہ سے اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ یوسفؑ کے مثیل تھے اور یوسفؑ کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بھائیوں پر فتح دی تھی تو آپ نے بھی اعلان فرما دیا کہ تَاللّٰہِ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ خدا کی قسم! آج تمہیں کسی قسم کا عذاب نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی سرزنش کی جائے گی۔

❋ ❋ ❋

مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن اپنے فیضان کیلئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے اور صرف اُن انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرت احدیّت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کیلئے دامنِ افلاس پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پا کر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں یہ چار الٰہی صفتیں ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیت کی صفت ہے وہ دعا کی تحریک کرتی ہے، اور مالکیت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 09 مارچ 2007 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: ترتیب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے صفت مالکیت کا ذکر کون سے نمبر پر فرمایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ترتیب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کا بیان ہوگا۔ ترتیب کے لحاظ سے جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے چوتھے نمبر پر فرمایا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احسان کی چوتھی قسم کیا بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے: چوتھا احسان خدا تعالیٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جس کو فیضان اخصّ سے موسوم کر سکتے ہیں، مالکیت یوم الدین ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں فقرہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور اس میں اور صفت رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قائم ہوتا ہے۔ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے۔

سوال: رحمیت سے کس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رحیمیت سے دعا اور عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، انسان دعا اور عبادت کرتا ہے، اس سے مانگتا ہے اور مالکیت سے اس کا پھل ملتا ہے۔

سوال: مفردات میں المالک کی کیا تشریح بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلْمَالِکُ اسے کہتے ہیں جو عوام الناس میں اپنے احکام از قسم اوامر ونواہی اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہو۔ یہ پہلو صرف انسانوں کی سیاست یعنی ان کے معاملات کی تدبیر کرنے اور ان پر حکومت کرنے سے مختص ہے۔ اس بنا پر مَلِکُ النَّاس تو کہا جاتا ہے مگر مَلِکُ الأَشْیَاء نہیں کہا جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ قولِ خداوندی

مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کا معنی ہے کہ وہ جزا سزا کے دن میں ملک ہوگا۔

سوال: لسان العرب میں الملک کی کیا تشریح بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: لسان العرب میں لکھا ہے۔ اَلۡمَلِكُ ، اللہ بادشاہ ہے۔ مَلِكُ الۡمُلُوۡك بادشاہوں کا بادشاہ، پھر لَهُ الۡمُلۡكُ، بادشاہت اسی کی ہے اور هُوَ مَالِكُ يَوۡمِ الدِّيۡنِ وہ جزا سزا کے دن کا مالک ہے وَهُوَ مَلِيۡكُ الۡخَلۡقِ، اس کے معنے لکھے ہیں رَبُّهُمۡ وَمَالِكُهُمۡ ، وہ مخلوق کا ربّ اور مالک ہے۔

سوال: لسان العرب کے معنی سامنے رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: لسان العرب کے معنی سامنے رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں لیکن آپؓ نے اس میں مالک کے ساتھ یوم اور دین کے بھی علیحدہ علیحدہ، معنی حل کر کے پھر مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کے مفصل معنی لکھے ہیں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ اس کے معنی یہ بنیں گے کہ جزا سزا کے وقت کا مالک، شریعت کے وقت کا مالک، اور فیصلہ کرنے کے وقت کا مالک، مذہب کے وقت کا مالک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت مذہب یا شریعت کی بنیاد رکھی جاتی ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ صفت مالکیت کا اظہار فرماتا ہے۔ اور کمزوری کے بعد اپنے پیارے کی جماعت کو صفت مالکیت کے تحت غلبہ عطا فرماتا ہے۔ پھر نیکی کے زمانے کا مالک اور گناہ کے زمانے کا مالک، یعنی جب بدی اور گناہ بہت پھیل جاتا ہے تو زمانے کا مالک مصلح اور نبی مبعوث فرما کر دنیا کی اصلاح اپنی مالکیت کی صفت کے تحت کرتا ہے۔ محاسبہ کے وقت کا مالک، اطاعت کے وقت کا مالک یعنی اطاعت کرنے والوں کے لئے خاص قانون قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ معجزات بھی رونما ہوتے ہیں۔ خاص اور اہم حالتوں کا مالک یعنی اس کے حکم کے مطابق اعمال بجالانے والوں کے اجر اُن کو دیتا ہے جو آخر وقت تک وفا کے ساتھ اپنی حالتوں کو اس کے مطابق رکھیں، اس کے احکام کے مطابق رکھیں، وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مالک کی کیا تفسیر بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لسان العرب اور تاج العروس کے حوالے سے جو مالک کی تفسیر بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ: مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامّہ ہو، مکمل قبضہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لاسکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو۔ اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قبضہ تامّہ، تصرف تامّ اور حقوق تامّہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں۔

سوال: مالک یوم الدین اپنے فیضان کیلئے کس چیز کو چاہتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے اور صرف اُن انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرت احدیّت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامنِ افلاس پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پاکر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں یہ چار الٰہی صفتیں ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیت کی صفت ہے وہ دعا کی تحریک کرتی ہے۔ اور مالکیت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے کیونکہ اس صفت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مالک جزا ہے۔ کسی کا حق نہیں جو دعویٰ سے کچھ طلب کرے اور مغفرت اور نجات محض فضل پر ہے۔

سوال: مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کی صفت سے فیض پانے کیلئے کیا ضروری ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کی صفت سے فیض پانے کے لئے نیک اعمال بجالانا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا، اس کی عبادت کی طرف توجہ دینا انتہائی ضروری چیزیں ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں اور یوں مغفرت اور نجات حاصل کرنے والے ہوں۔

سوال: انسان کی صفات اور اس کی خوبیاں کس وقت سامنے آتی ہیں؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عام طور پہ بھی دیکھیں تو انسان کی صفات، اس کی خوبیاں اُس وقت ہی کھل کر سامنے آتی ہیں جب اُس کے پاس کوئی طاقت ہو، اختیار ہو، کوئی ملکیت ہو۔ اعلیٰ اخلاق کا اُسی وقت پتہ چلتا ہے جب طاقت ہو، جب ایک مقام ہو۔ کمزور اور بے بس نے کسی سے رحیمیت کا کیا سلوک کرنا ہے اور کیا رحمانیت کا سلوک کرنا ہے اور پھر اِسی طرح کسی سے ربوبیت کا کیا اظہار ہونا ہے۔ اپنے اپنے ماحول میں جو بھی ہے جتنا بھی ملکیت رکھتا ہے اس کو وہاں ان صفات کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ یہ کسی کی ملکیت کا زعم ہی ہے جو انسان کے دل میں تکبر اور نفرت بھی پیدا کرتا ہے۔

* * *

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 مئی 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرمہ امۃ الحمید صاحبہ
اہلیہ مکرم نعیم الرحمٰن طارق صاحب مرحوم
(سلاؤ۔ یوکے)

15/مئی 2025ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم منشی فتح دین صاحب مرحوم اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ و نائب ناظر بیت المال کی بیٹی اور مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب مرحوم پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ 2010ء میں راولپنڈی پاکستان سے یوکے آئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ڈاکٹر منیر احمد عابد صاحب
ابن مکرم چودھری برکت علی صاحب
(ایڈیلیڈ۔ آسٹریلیا)

29/اپریل 2025ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نہایت خوش اخلاق، ہمدرد، خادم سلسلہ اور خلافت کے انتہائی وفادار وجود تھے۔ پاکستان میں لیکچرار رہے اور بعد ازاں پی ایچ ڈی کی تعلیم کے لیے آسٹریلیا منتقل ہوئے جہاں آپ نے سرکاری تحقیقی ادارے میں کام کیا۔ ایڈیلیڈ جماعت کے ابتدائی بانی ارکان میں شامل رہے اور ایک دہائی تک صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی زندگی تقویٰ، قناعت اور خلافت سے کامل اطاعت کا نمونہ تھی۔ آپ کی سخاوت، عاجزی اور قربانی کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ جماعتی خدمت، عبادات میں شغف، مہمان نوازی اور خدمت خلق آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے درجنوں افراد کو اپنے گھر میں ٹھہرایا اور ان کے اسائیلم وغیرہ معاملات میں ان کی راہنمائی اور مدد کرنے کے علاوہ انہیں روزگار، رہائش اور دیگر بنیادی ضروریات خود مہیا کیں اور اس کام میں ان کی اہلیہ بھی ان کے ساتھ ہمیشہ مکمل تعاون کرتی رہیں۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شرکت آپ کا معمول تھا۔ جماعتی زمین کے حصول میں بھی کلیدی کردار ادا کیا جس میں آج جماعتی قبرستان اور زراعتی زمین شامل ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرم Sainey Kassama صاحب
عرف Basainey (گیمبیا)

20/اپریل 2025ء کو امریکہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ مزاج، بلند حوصلہ، فیاض، مہربان، مہمان نواز اور غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے ایک نیک اور اطاعت گزار انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ آواز اچھی ہونے کی وجہ سے اکثر اذان بھی دیتے تھے۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ شمیم سرور صاحبہ
اہلیہ مکرم شبیہہ احمد صاحب مرحوم (امریکہ)

13/فروری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے نانا حضرت مرزا حسین دین مغل صاحب رضی اللہ عنہ (آف گجرات) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ جنہوں نے حضور علیہ السلام کی قادیان روانگی کے موقع پر جہلم ریلوے اسٹیشن پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے سسر مکرم خواجہ غلام نبی صاحب قادیان میں روزنامہ الفضل کے پہلے مستقل مدیر تھے۔ آپ کے بھائی مکرم مرزا محمد اکرم صاحب مرحوم لیسٹر جماعت کے صدر رہے اور لیسٹر کی مسجد بھی انہوں نے تعمیر کروائی جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار اور حضور انور کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سننے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا عقیدت اور فدائیت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(4) مکرم اعجاز احمد پریمی صاحب
ابن مکرم فضل کریم صاحب (معلم وقف جدید۔ ربوہ)

9/مئی 2025ء کو 57 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا محترم مولوی علم دین صاحب کے ذریعہ آئی۔ مدرسۃ الظفر وقف جدید ربوہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1986ء میں آپ کی ضلع سیالکوٹ میں پہلی تقرری ہوئی۔ اس کے بعد سندھ اور پنجاب کے مختلف اضلاع میں 39 سال خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو تھرپارکر کے دُور دراز اور پسماندہ علاقوں میں بھی طویل عرصہ خدمت کا موقع ملا۔ مرحوم اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، بہت رقیق القلب، مہمان نواز، خوش مزاج، ملنسار اور خلافت کے وفادار تھے۔ ہر جگہ جہاں بھی خدمت کا موقع ملا بشاشت سے کام کیا اور وقف کی روح کو قائم رکھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا اور داماد مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم چودھری محمد اسماعیل صاحب
ابن مکرم چودھری شیر بہاول دین صاحب (فرانس)

19/اپریل 2025ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ جماعت فرانس کے اولین اور نہایت مخلص کارکنان میں شامل تھے۔ آپ کی زندگی خلافت سے بے پناہ محبت، عاجزی، سخاوت، خدمتِ خلق اور

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR

طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001

☎ 0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

قربانی سے بھرپور تھی۔ مرحوم نے جماعتی خدمات کو اپنی ترجیح بنایا اور ہمیشہ ہر جگہ متحرک اور حاضر خدمت رہتے۔ آپ کے اخلاق، دیانت اور قربانی کی مثالیں آپ کی زندگی کے ہر گوشے سے جھلکتی ہیں۔ فرانس میں نئے آنے والے افراد کی مدد اور اسائیلم کیسز میں راہنمائی بھی کیا کرتے تھے۔ ایم ٹی اے فرانس کے لیے پہلا کیمرا بھی مرحوم نے ذاتی جیب سے فراہم کیا۔ آپ کی جماعتی خدمات، لوگوں سے ہمدردی، حسِ مزاح اور اخلاص پر مبنی شخصیت ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کے خلوص اور محنت کو سراہتے ہوئے آپ کو ''چھوٹا جینیئس'' کے لقب سے نوازا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم برادر عبد الرقیب ولی صاحب (یو ایس اے)

26/اپریل 2025ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1957ء میں مکرم خلیل محمود صاحب کے ساتھ گفتگو کے بعد 25 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ اس کے بعد آپ کو عبد الرقیب راشد ولی کا نام دیا گیا۔ آپ نے Brandeis University Waltham, Massachusetts سے Mediterranean Studies and Arabic میں BA کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے گذشتہ 60 سالوں میں امریکہ کی کئی جماعتوں میں بطور صدر جماعت اور دیگر عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ آپ نے کیلیفورنیا کی چار مختلف جیلوں میں 25 سال تک مسلم چیپلن کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ اس حیثیت میں آپ نے بے شمار قیدیوں کو اسلام اور احمدیت کی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ آپ مرسڈ کمیونٹی کالج، بساوا ٹیچرز کالج نائیجیریا اور سعودی عرب کی نیول اکیڈمی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 1976ء میں آپ کی شادی قادیان میں مکرم عمر دین خان صاحب درویش قادیان کی بیٹی مکرمہ رفعت صاحبہ سے ہوئی جو کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذاتی ڈرائیور تھے۔ آپ کا نکاح حضرت عبد الرحمان جٹ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک میں پڑھایا۔ مرحوم صحت کے مسائل کے باوجود آخر وقت تک نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے، 4 بیٹیاں اور 7 پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

* * *

مرکز احمدیت قادیان میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز پیغامات

(1) پیغام برائے مجلس انصار اللہ بھارت

اسلام آباد، یوکے

MA 9-9-2025

پیارے ممبران مجلس انصار اللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس موقع پر آپ کو بلاناغہ پنج وقتہ نماز کی ادائیگی اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کا پابند بنانے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم میں متعدد جگہ نماز کی اہمیت مختلف حوالوں سے بیان کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پا لی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔ (سنن الترمذی، ابواب الصلوٰۃ)

پھر بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لیے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لیے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ نماز باجماعت میں اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت 27 گنا زیادہ ثواب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔''

(ملفوظات: جلد 8 صفحہ 247 تا 248)

پس نماز باجماعت سے جہاں ایک وحدت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ امت میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے کی نیکیوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ جب نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے اور روحانیت کے بڑھانے کی قوت بڑھے گی اور جب یہ وحدت پیدا ہوتی ہے تو پھر شیطانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بداثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے۔ پس انصار اللہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی اہمیت کو سمجھیں اِقَامَۃُ الصَّلٰوۃ کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اپنے بچوں کو، اپنے گھر والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ اگر تمام انصار اس کی طرف توجہ کریں تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اس طرف توجہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

پھر ہمیں اس زمانے میں دینی مجالس منعقد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جلسوں اور اجتماعوں کے انعقاد کے بھی انتظام فرما دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم اکٹھے ہوتے ہیں اس لیے کہ دینی باتیں بھی سنیں، اکٹھے ہو کر نمازیں بھی پڑھیں، محبت اور انس پیدا ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ایک زائد چیز ہم میں پیدا فرما دی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور شکر گزاری کرنے کا حقیقی طریق یہی ہے کہ یہ عہد کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کریں گے اور بندوں کے بھی حق ادا کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''نماز خدا کا حق ہے...... یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزہ دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے...... قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔''

(ملفوظات: جلد 6 صفحہ 371-370)

نماز میں لذت آئے گی تو سمجھو تمہیں دنیا کی جنت مل گئی۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لیے ہمیں محنت کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادتوں کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی معرفت ہمیں پیدا ہو۔ نہ صرف اپنی اصلاح کرنے والے ہوں بلکہ اپنے بچوں کے لیے بھی نمونہ بن جائیں۔ آمین

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)

* * *

(2) پیغام برائے مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت

اسلام آباد۔ یوکے

HM-11-08-2025

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اپنا سالانہ نیشنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت اور کامیاب فرمائے اور تمام خدام اور اطفال کو اس کے جملہ پروگراموں سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آپ جو جماعت احمدیہ میں خدام اور اطفال کہلاتے ہیں آپ پر بہت اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ آپ کو خدا نے دنیا کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے سب سے پہلے آپ کو خدا سے اپنا تعلق مضبوط بنانا ہے اور اس کے حضور جھکتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند سے بلند کرتے چلے جانا ہے۔ پس خاص طور پر اپنی پنجوقتہ نمازوں کو باقاعدگی اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کی عادت ڈالیں اور قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا اپنی زندگیوں کا معمول بنائیں۔ جیسے جیسے آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھے گا آپ کے ایمان ویقین میں پختگی پیدا ہوتی چلی جائے گی جس کے نتیجہ میں پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بے شمار فضلوں اور انعامات کا وارث بنائے گا۔ اور آپ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے دنیا اور معاشرہ میں امن وسلامتی کی فضاء قائم کرنے والے ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ لیکن اس کے لئے بہت محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص و وفا کے تعلق کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ خلیفہ وقت کے ہر حکم اور ہر ارشاد پر دل وجان سے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی وہ بنیاد ہے جس کے نتیجہ میں پھر آپ کے لئے ترقی اور کامیابی کی راہیں کھلتی چلی جائیں گی۔ یاد رکھیں کہ آپ کی تمام تر ترقیات کا راز خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔ اور اس سے اخلاص و وفا کا تعلق ہمیشہ آپ کو دین و دنیا میں سرخرو کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ

احمدی خدام کی ایک اور بہت بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینی ہے اور انہیں جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑے رکھنا ہے۔ اپنے گھروں میں نیکی، تقویٰ اور محبت کا ماحول قائم کرنا ہے تاکہ بچے آپ کے عملی نمونوں کو دیکھ کر سبق حاصل کریں اور اسلام کی تعلیمات سے روشناس ہو کر آنے والے زمانہ میں دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام اور اسلام کی خوبصورت تعلیمات کو پھیلانے والے بنیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو جاوے کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی'' (ملفوظات جلد 7، صفحہ 320، 2022ء ایڈیشن) اگر آپ ان ذمہ داریوں کو سمجھیں گے اور انہیں احسن رنگ میں نبھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی برکتوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے اور جماعت کے روشن مستقبل کی بنیادوں کو پختہ کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس اجتماع کو آپ کے لئے ایک روحانی انقلاب کا ذریعہ بنائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)

* * *

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12458: میں سید اظہر علی ولد مکرم سید منور علی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 55 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ بمقام چلّلکل گوڑہ (سکندرآباد) ایک دوکان رقبہ 5/5 فٹ ہاؤس نمبر 427-2-11، دوکان نمبر 4 خاکسار کی ملکیت ہے۔ اسکی موجودہ قیمت پانچ لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد نعمت اللہ العبد : سید اظہر علی گواہ : شیخ نور میاں

مسل نمبر12459: میں عدنان اللہ کرم علی ولد مکرم عرفان اللہ کرم علی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ چاند مجیب العبد : عدنان اللہ کرم علی گواہ : شیخ نور میاں

مسل نمبر12460: میں سفیان احمد طارق ولد مکرم وسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اشفاق احمد العبد : سفیان احمد طارق گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر12461: میں ریما فیض زوجہ مکرم مصدق احمد منیب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندرآباد ضلع حیدرآباد تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار تین عدد، چین ایک عدد، کان کی بالیاں 4 جوڑی، لچھ (منگل سوتر) ایک عدد، آٹھ عدد انگوٹھیاں (کل وزن 11 تولہ 110 گرام 22 کیریٹ) حق مہر دو لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مصدق احمد منیب الامۃ : ریما فیض گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر12462: میں آصفہ امرین زوجہ مکرم اللہ بخش صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4-اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار و چین دو عدد، کان کی بالیاں 4 عدد، منگل سوتر ایک عدد، چوڑیاں 6 عدد، انگوٹھیاں 4 عدد (کل وزن 20 تولہ 200 گرام 21 کیریٹ) ایک عدد پلاٹ بمقام فضل عمر پریس قادیان رقبہ 8 مرلہ خسرہ نمبر 171 جسکی موجودہ قیمت کم وبیش 8 لاکھ 80 ہزار روپے ہے۔ حق مہر -/31,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/7,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اللہ بخش الامۃ : آصفہ امرین گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر12463: میں رفیعہ احمد زوجہ مکرم محمد الطاف حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 56 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندآباد ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد گلے کا ہار، ایک عدد چین، دو جوڑی کان کی بالی (تمام زیورات ساڑھے تین تولہ 35 گرام 20 کیریٹ) شوہر کا ترکہ ایک مکان بمقام سیتا پھل منڈی (سکندرآباد) 157 مربع گز مکان نمبر 65,66-1-11 جس میں مرحوم شوہر کی تین بیٹیاں اور خاکسار شرعی حصہ دار ہیں۔ جس کی موجودہ قیمت کم وبیش ایک کروڑ روپے ہے۔ حق مہر 10 ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ نور میاں الامۃ : رفیعہ احمد گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر12464: میں افشاں سونی زوجہ مکرم سلیم احمد یاس صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن: سکندرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیم احمد یاس الامۃ : افشاں سونی گواہ : شیخ چاند مجیب

مسل نمبر12465: میں محمد مصور احمد ولد مکرم منیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن: کاماریڈی ضلع کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/22,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد منیر احمد صاحب العبد : محمد مصور احمد گواہ : محمد نثار احمد

مسل نمبر12466: میں غلام احمد بابا ولد مکرم غلام علی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن: کاماریڈی ضلع کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد نثار احمد العبد : غلام احمد بابا گواہ : محمد فیضان احمد

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 06 November - 2025 Issue. 45

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

غزوۂ تبوک کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31/ اکتوبر 2025 بمقام مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ۔ یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غزوہ تبوک کا آجکل ذکر ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ اس غزوہ کے لئے روانہ ہوئے اس بارے میں تاریخ ہمیں مزید یہ بتاتی ہے کہ اسلامی لشکر کی تبوک کے لئے روانگی کے بعد آنحضرت ﷺ نے پہلا پڑاؤ ذوخشب مقام پر کیا۔ ذوخشب مدینہ سے ایک رات کی مسافت پر شام کے راستے پر ایک وادی ہے جہاں بڑی تعداد میں پانی کے چشمے ہیں۔ وہاں سے آنحضرت ﷺ نے نماز ظہر اور عصر جمع کر کے ادا کرنی شروع فرمائی۔ اس سفر کے دوران ظہر اور عصر اور مغرب عشاء مستقل طور پر بھی جمع کر کے ادا کرتے رہے۔

ذکر آتا ہے کہ اس سفر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کو امامت کی سعادت ملی جس کا واقعہ یوں ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے فجر کی نماز سے پہلے تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے ساتھ پانی کی چھاگل اٹھا لی یعنی آپ کے ساتھ ہی چل پڑا پانی اٹھا کے۔ جب رسول اللہ ﷺ میری طرف واپس آئے تو میں فاصلے پر کھڑا تھا تو میں چھاگل سے آپؐ کے ہاتھ پر پانی ڈالنے لگا اور آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ یہاں یہ وضو کا طریقہ بیان کر رہے ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنا چہرہ مبارک دھویا پھر آپؐ اپنے بازوؤں کو اپنے جبہ سے باہر نکالنے لگے لیکن جبے کی آستینیں تنگ تھیں اس لئے آپؐ نے اپنے ہاتھ جبے کے اندر داخل کئے اور اپنے بازو جبے کے نیچے سے نکال کر کہنیوں تک دھوئے۔ پھر آپؐ نے اپنے موزوں پر مسح کیا یعنی جرابیں پہنی ہوئی تھیں اس وقت تو جرابوں پر مسح کیا ان کو صاف کیا پھر آگے چل پڑے۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ میں بھی آپؐ کے ساتھ آگے چلا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو آگے کر چکے تھے وہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے دو میں سے ایک رکعت پائی یعنی ایک رکعت پہلے پڑھ چکے تھے لوگ اور آپؐ نے دوسری رکعت لوگوں کے ساتھ پڑھی۔ جب حضرت عبدالرحمن بن عوف نے سلام پھیرا اور رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اس بات نے مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا کر دی اور بکثرت تسبیح کرنے لگے جب نبی ﷺ نے اپنی نماز ختم کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا یا فرمایا اچھا کیا۔ آپؐ نے نماز اپنے وقت پر ادا کرنے کی وجہ سے ان کی تعریف کی۔

قوم ثمود کے کھنڈروں سے بھی گزرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ تبوک کے دوران حجر میں قیام فرمایا تو آپ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ وہ اس کے کنوئیں سے نہ پئیں اور نہ اس سے پلائیں۔

اس سفر میں آنحضرت ﷺ کی اونٹنی گم ہونے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب رسول کریم ﷺ تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں ایک جگہ آپ ﷺ کی اونٹنی قُصویٰ گم ہو گئی۔ صحابہ رسول ﷺ اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلے۔ رسول کریم ﷺ کے پاس حضرت عمارہ بن حزم بھی تھے جو کہ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے تھے اور بدری صحابی تھے۔ حضرت عمارہ کے خیمے میں زید بن ثلط تھا جو یہودی قبیلہ بنو قینقاع سے تعلق رکھتا تھا اور یہودی تھا پھر مسلمان ہوا لیکن مسلمان ایسا ہی تھا کہ اس نے منافقت کا اظہار کیا پوری طرح ایمان مضبوط نہیں تھا تو اس طرح یہاں بھی اظہار اس کا ہوا ہے اور وہ اس طرح ہوا کہ زید نے خیمے والوں سے کہا جبکہ حضرت عمارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ کیا محمد ﷺ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تمہیں آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتے ہیں لیکن حال یہ ہے کہ وہ خود نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گئی ہے۔ زید اپنے خیمے میں یہ بات کر رہا تھا تو عین اس وقت رسول کریم ﷺ نے حضرت عمارہ سے فرمایا جبکہ وہ آپ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ تم لوگوں کو تو بتاتا ہے کہ وہ نبی ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ تم لوگوں کو آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتا ہے جبکہ وہ خود نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔ خدا کی قسم آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا ماسوا اس کے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے غیب کا علم تو میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ جو بتاتا ہے میں وہی بتاتا ہوں اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کے متعلق بتا دیا ہے کہ وہ فلاں فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس منافق کی بات سن کے فوراً غیرت دکھائی اور آپ کو کشفاً بتا بھی دیا ہے کہ اُونٹنی فلاں جگہ ہے یا الہاماً بتایا۔ اس کی مہار ایک درخت سے اٹکی ہوئی ہے پس جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس صحابہ گئے اور اسے لے آئے۔

اس سفر میں زادراہ یعنی راشن کھانے پینے کا سامان بھی کم ہو گیا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے جو حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے پانی لانے والے اونٹ ذبح کر لیں اور ہم کھائیں اور چکنائی استعمال کریں۔ آپ نے فرمایا کر لو۔ کافی حالت خراب ہے بھوک سے۔ راوی کہتے ہیں اس پر حضرت عمر آئے ان کو جب پتہ لگا وہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی ہاں لوگوں کو اپنا باقی ماندہ زادہ راہ لانے کا ارشاد فرمائیں اور پھر ان کے لئے اس پر برکت کے لئے دعا کریں۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت رکھ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک چمڑے کا دسترخوان منگوایا اور بچھا دیا اور پھر سب کے باقی ماندہ زاد یعنی کھانے کے سامان منگوائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا کہ اپنے برتنوں میں لے لو۔ انہوں نے برتنوں میں اس کو لے لیا یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اس کو بھر لیا پھر سب نے کھایا اور سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور جو شخص بغیر کسی شک کے ان دونوں شہادتوں کے ساتھ خدا سے ملے گا وہ جنت سے روکا نہیں جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب سے یہ کہا گیا کہ آپ ہمیں غزوہ تبوک کے بارے میں کچھ بتائیں تو انہوں نے بتایا کہ ہم شدید گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ ہمیں پیاس لاحق ہو گئی یہاں تک کہ ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے ہماری گردنیں کٹ جائیں گی یہاں تک کہ یہ عالم ہو گیا کہ ایک شخص پانی کی تلاش میں جاتا اور وہ واپس نہ آتا تو ہم یہ گمان کرتے کہ شاید وہ مر گیا ہے۔ ایک شخص اپنے اونٹ کو قربان کرتا وہ اس کے معدے سے پانی نچوڑ کر اسے پیتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا میں بھلائی رکھی ہے تو آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں دعا کروں اس کے لئے ہم نے عرض کی جی ہاں تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لئے ابھی آپ کے ہاتھ واپس نہیں آئے تھے کہ بادل نے سایہ کر دیا اور بارش شروع ہو گئی۔ لوگوں نے اپنے پاس موجود سب چیزیں بھر لیں پھر اس کے بعد ہم نے اس چیز کا جائزہ لیا تو لشکر سے آگے کہیں بارش نہیں ہوئی تھی۔

غزوہ تبوک میں پہرے داری کی ذمہ داری کے بارے میں بھی لکھا ہوا ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حفاظت خاص پر حضرت عباد بن بشر کو مامور فرمایا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکر کے اردگرد چکر لگاتے تھے۔ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم اپنے پیچھے صبح ہونے تک تکبیر کی آواز سنتے ہیں کیا آپ نے ہم میں سے کسی اور کو حفاظت کے لئے چکر لگانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا لیکن شاید بعض مسلمان رضا کارانہ طور پر یہ کام سرانجام دے رہے ہوں۔ جس پر حضرت سلقان بن سلامہ جن کی ڈیوٹی نہیں لگائی گئی تھی لیکن محبت رسول ﷺ میں از خود یہ کام کر رہے تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنے دس گھڑسوار مسلمانوں کے ساتھ نکلتا ہوں اور ان ڈیوٹی والوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ اس پر آپ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ راہ خدا میں حفاظت کرنے والوں پر رحم کرے۔

اسی طرح حضرت ابوخیثمہ کا لشکر کے ساتھ ملنے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس قافلے سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ایک صحابی حضرت ابوخیثمہ بھی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں یہ مدینہ میں نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے تبوک کے سفر پر روانہ ہونے کے کچھ دن بعد یہ مدینہ میں اپنے گھر ایک سخت گرم دن میں پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے باغ میں اپنے اپنے چھپر پر پانی چھڑکا ہوا تھا اور ان کے لئے پانی ٹھنڈا کیا ہوا تھا ان کے لئے اور ان کے لئے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ حضرت ابوخیثمہ چھپر کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور ان کی بیویوں نے جو ان کے لئے انتظام کیا ہوا تھا وہ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو سخت چلچلاتی دھوپ سخت گرمی اور لو کے سفر میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سایوں میں عمدہ کھانوں اور خوبصورت بیویوں اور اپنے مال مویشیوں میں مقیم ہوں۔ یہ ہرگز انصاف نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تم میں سے کسی کے پاس بھی نہیں آؤں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جاؤں۔ پس تم دونوں میرے لئے سامان سفر تیار کرو چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ابوخیثمہ اونٹ پر سوار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گئے اور ایک دوپہر شدید گرمی اور لُو میں آپ ﷺ کو دور صحراء میں ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق آپ ﷺ تبوک پہنچ چکے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کن ابا خیثمہ کہ کاش یہ ابوخیثمہ ہو۔ جب وہ قریب آئے تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم وہ ابوخیثمہ انصاری ہی ہیں۔ وہ اپنے اونٹ کو بٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے ابوخیثمہ تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ساری بات بتائی اس پر آپ نے ان کے لئے خیر کی دعا فرمائی۔

باقی انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

آخر پر حضور انور نے ربوہ کی مسجد مہدی میں زخمی ہونے والے خدام کا ذکر کرتے ہوئے ان کی شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست کی نیز عمومی طور پر پاکستان، بنگلہ دیش اور فلسطین کے مظلومین کے لئے بھی دُعا کی تحریک فرمائی۔

……☆……☆……

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad